انجینئر محمد علی مرزا کی تحریر

''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72 صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں''

کا تحقیقی جائزہ

تالیف

ابو محمد خرم شہزاد

مکتبۃ التحقیق والتخریج

فہرست

- عرضِ مؤلف 5
- انجینئر محمد علی مرزا کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72 صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں'' کا تحقیقی جائزہ 11
- واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر...... یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت؟ 12
- (اوّل) ضعیف احادیث اور غیر ثابت احادیث 12
- کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی گستاخی کی؟ 12
- مرزا جہلمی کی خیانت اور مکاری 14
- مرزا جہلمی کی دوسری خیانت 15
- مرزا جہلمی کی کذب بیانی کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا سنت ہے 18
- کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سونا پہنتے تھے؟ اور حرام اشیاء استعمال کرتے تھے؟ 18
- حدیث کی سند پر تبصرہ 22
- بقیہ بن ولید راوی کے تدلیس تسویہ کرنے کے دلائل 23
- مرزا جہلمی کے ایک جھوٹ کا ذکر 27
- مرزا جہلمی کا ایک اور جھوٹ 27
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے بحری بیڑے پر جہاد کرنے والوں کے لئے بشارت 29
- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ 30

- کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر زبان درازی اور لعنت کی جاتی تھی؟ .. 32
- مرزا جہلمی کی خیانت 33
- مرزا جہلمی کا یہ نعرہ ''نہ میں وہابی نہ میں بابی، میں ہوں مسلم علمی کتابی'' جھوٹ پر مبنی ہے 36
- کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین کی تھی؟ 37
- کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق گالیاں دینے کا حکم دیا تھا؟.. 38
- مرزا جہلمی کا فریب و دجل 46
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا.. 46
- کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر چشمہ حواب پر کتے بھونکنے والی روایت صحیح ہے؟ 49
- کیا یہ حدیث کہ میری ایک بیوی پر حواب کے کتے نکلیں گے اور اُس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل و غارت ہوگی، صحیح ہے؟ 51
- کیا یہ حدیث اے علی رضی اللہ عنہ عنقریب تمہارے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک معاملہ ہوگا، صحیح ہے؟ 52
- کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہوگیا ہے، صحیح ہے؟ 55
- مرزا صاحب نے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ایک جھوٹ باندھا 56
- کیا یہ روایت کہ تم لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے ہو، صحیح ہے؟ 56
- کیا ایک گھوڑ سوار کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والی روایت صحیح ہے؟ 60
- مفسر قرآن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں 64
- کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے تھے؟ 64

- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت 68
- کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی تھی؟ 68
- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونے کا اعزاز 79
- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے سے ملاقات چھوڑ دینے کا حکم 79
- کیا یہ روایت کہ پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنوامیہ سے ہوگا، صحیح ہے؟ 80
- مرزا صاحب نے اپنی پوری تحریر میں جہاں بھی سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے اُس کے ساتھ ''سیّدنا'' نہیں لکھا.......................... 96
- مرزا صاحب کی خاموشی اپنے فالورز کو کیا سبق دے رہی ہے؟ 104
- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنے والے پر اللہ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے 104
- کیا سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ غزوہ ذی العشیرہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے رفیق سفر والی روایت صحیح ہے؟ 105
- مرزا صاحب کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرنا.. 122
- مرزا صاحب نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ایک جھوٹ باندھا 123
- ایک ضروری وضاحت 125

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی بندہ ناچیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرنے کے لیے یہ مضمون لکھنے کے قابل ہوا ہے اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ایک فتنہ باز شخص انجینئر محمد علی مرزا نے اپنی ویڈیوز اور تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72۔ صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں'' میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی عظیم ہستیوں کو معاذ اللہ، بدعتی، باغی، جہنمی اور واجب القتل تک ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ (نعوذ باللّٰہ من ذالك)

ہمارے ایک دوست نذر الرحمٰن صاحب نے اس طرف میری توجہ دلائی جیسا کہ آگے اس بات کی وضاحت آ رہی ہے لہٰذا راقم الحروف نے مرزا صاحب پر اُن کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر...... الخ'' کا جواب قسط وار لکھنا شروع کر دیا اور اب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دس قسطیں مکمل ہو چکی ہیں اور انہی دس قسطوں کو اب ''پی ڈی ایف'' میں کچھ معمولی اضافے کے ساتھ عوام الناس کو مرزا صاحب کے فتنے سے محفوظ رکھنے کے لیے عام نشر کیا جا رہا ہے، نیز فہرست کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کو مرزا صاحب کی کذب بیانی و فریب کو پڑھنے میں آسانی ہو سکے اور مزید مرزا صاحب کی تحریر پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کام جاری ہے۔ والحمد للہ

جیسے ہی مرزا صاحب کی تحریر کا جواب مکمل تیار ہو جائے گا، اُسے ان شاء اللہ کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا جائے گا۔

قارئین کرام! مرزا صاحب کی شخصیت کیا ہے؟ اس کے متعلق مفصل تفصیل ان شاء اللہ ہماری اسی مضمون میں آگے مختلف مقامات پر آئے گی، لیکن مرزا صاحب کے بارے میں مختصر وضاحت یہ ہے کہ مرزا صاحب بظاہر لوگوں کو یہی کہتا ہے کہ میرا کوئی فرقہ نہیں ہے لیکن حقیقت میں مرزا صاحب ''رافضی شیعہ'' ہے اور اس کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر...... الخ'' جسے مرزا صاحب ''ہائیڈروجن بم'' کہتا ہے یہ ''ہائیڈروجن بم'' نہیں بلکہ حقیقت میں ''کذب، فریب، دجل اور بغض و عداوت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' ''بم'' ہے (مزید اس کی حقیقت کی تفصیل آگے تحریر میں آرہی ہے) مگر مرزا صاحب نے ''تقیہ'' کرتے ہوئے اپنے فالورز کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔

معزز قارئین! مرزا صاحب علمائے کرام کے بارے میں گندی زبان اور توہین آمیز الفاظ استعمال کرتا ہے، بلکہ مرزا صاحب کی ایک ویڈیو ہے جس میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ پاکستان کا ایک مدرسہ ایسا دکھادیں کہ جہاں مولوی کو حجرے میں منہ کالا کرنے کے لیے بچے میسر نہ ہوں'' اور مرزا صاحب کے یہ الفاظ ''کہ میں ان مولویوں کی شلوار اتار کر ان کے ہاتھ میں پکڑادوں گا۔'' انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو ہدایت اور صحیح فہم عطا فرمائے۔ آمین

مرزا صاحب کا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں افکار و نظریات آپ ہمارے اسی مضمون میں مختلف مقامات پر پڑھیں گے، لیکن بطور مثال مرزا صاحب کی تحریر سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ مرزا صاحب اپنی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72۔ صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں'' میں صفحہ 24 پر بعنوان ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت مل جانے کے بعد سے بتدریج امت پر کیسی ملوکیت مسلط ہوئی اور اُس کا بھیانک نتیجہ کیا نکلا؟'' کو لکھنے کے بعد صفحہ 25 پر، حدیث نمبر 52 پر صحیح مسلم

کی حدیث نقل کی ہے ''کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس بھی نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اُن سب ہی کی امت میں اُن کے کچھ حواری (قریبی اور خاص ساتھی) اور اصحاب ہوا کرتے جو اُس نبی ﷺ کی سنت پر چلتے اور اُس کے احکام کی پیروی کیا کرتے پھر اُن حواریوں کے بعد ایسے نالائق لوگ اُن کے جانشین ہوتے جو زبان سے وہ کہتے جو وہ نہیں کرتے اور وہ کچھ کرتے جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا (ایسی بری صورتحال میں) جو کوئی بھی اُن (نالائق جانشینوں) سے اپنے ہاتھوں سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے اور جو کوئی بھی اُن سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے اور جو کوئی بھی اُن سے اپنے دل سے (برا سمجھتے ہوئے) جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے......الخ (صحیح مسلم: 179)''

معزز قارئین! آپ اندازہ کریں کہ مرزا صاحب اس حدیث کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فٹ کرتے ہوئے اپنے فالورز کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنی تحریر میں فریب و دجل سے اپنے فالورز کو مطمئن کرنے کے لیے، ضعیف حدیثیں، سخت ضعیف حدیثیں، غیر ثابت شدہ حدیثیں اور حدیثوں میں بعض جگہ غلط ترجمے، اضافے اور ڈنڈی مار کے خوب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بدظن کیا ہے اور دلوں میں نفرت پیدا کی ہے ان تمام دجل وفریب اور خیانتوں کا تفصیلی جواب آپ ہماری اس تحریر میں آگے مختلف مقامات پر پڑھیں گے۔

راقم نے اپنی تحریر میں مرزا صاحب کے بارے میں نرم الفاظ کے چناؤ کی کوشش کی ہے لیکن جہاں پر راقم سے مرزا صاحب کے متعلق سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو وہ راقم

نے ''سورۃ البقرۃ: آیت نمبر: 13'' وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کہے ہیں، دوسرا مرزا صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور گستاخی میں ہر حد کو عبور کرلیا ہے جس کی وجہ سے راقم کئی مقامات پر اپنے قلم پر قابو نہیں رکھ سکا۔

راقم نے اپنی اس تحریر میں مرزا صاحب کی تحریر کا جواب دیتے ہوئے جو اسلوب اپنایا ہے اس کے بارے میں بعض باتوں کی ضروری وضاحت ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں:

(1)...... راقم نے مرزا صاحب کی تحریر کا جواب اپنی سمجھ اور ترتیب کے مطابق دیا ہے۔ مرزا صاحب کی ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا۔

(2)...... راقم نے مرزا صاحب کی تحریر کے جواب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ پہلا حصہ ہے۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(3)...... مرزا صاحب نے اپنی تحریر میں اگر ایک حدیث کو آٹھ مرتبہ ذکر کیا ہے تو راقم نے تکرار اور طوالت سے بچنے کے لیے اُس حدیث کو صرف ایک مرتبہ بیان کر کے، باقی سات جگہ جہاں وہ حدیث ذکر ہوئی ہے اُس کا حوالہ دے دیا ہے۔ مرزا صاحب نے ایک ہی حدیث کو آٹھ (8) مرتبہ اس لیے نقل کیا ہے تاکہ ''72 احادیث'' کی گنتی پوری ہو سکے۔

حالانکہ مرزا صاحب کی یہ ''72'' والی انجینئرنگ بھی جھوٹ پر مبنی ہے اس کی تفصیل ان شاء اللہ ''حصہ دوم'' میں آئے گی۔

(4)...... راقم نے اپنی تحریر کے ''حصہ اول'' میں ''ضعیف احادیث، سخت ضعیف احادیث، غیر ثابت احادیث اور مرزا صاحب کے فریب، دجل، خیانتیں، دھوکے بازیاں اور جہالتوں'' کا ذکر کیا ہے۔

(5)...... راقم نے مرزا صاحب کی تحریر میں سے اب تک جتنی حدیثوں کی مفصل تحقیق و تخریج کی ہے، اُس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

راقم نے مرزا صاحب کی تحریر میں سے سب سے پہلے ''حدیث نمبر: 60'' کی چوتھی یعنی آخری حدیث کی تحقیق کی ہے۔ (پہلی تین حدیثیں تو صحیح بخاری کی ہیں اور ان میں بھی صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت بیان ہوئی ہے)

اس کے بعد ''حدیث نمبر: 31'' کی پہلی دو حدیثیں اور ''حدیث نمبر: 51'' کی دو حدیثوں کی تحقیق کی ہے، اس کے بعد ''حدیث نمبر: 42'' کی تین حدیثیں، ''حدیث نمبر: 43'' کی دو حدیثیں، ''حدیث نمبر: 44'' کی تین حدیثوں کی تحقیق کی ہے، اس کے بعد ''حدیث نمبر: 40'' کی تین حدیثوں کی تحقیق کی ہے، اس کے بعد ''حدیث نمبر: 12'' کی چار حدیثوں کی تحقیق کی ہے۔ اس کے بعد ''حدیث نمبر: 41'' کی دو حدیثوں کی تحقیق کی ہے۔ اس کے بعد ''حدیث نمبر: 31'' کی ایک حدیث کی تحقیق کی ہے، اس کے بعد ''حدیث نمبر: 45'' کی ایک حدیث کی تحقیق کی ہے، اس کے بعد ''حدیث نمبر: 54'' کی ایک حدیث کی تحقیق کی ہے، اس کے بعد ''حدیث نمبر: 25'' کی اور جو اس میں نوٹ لکھا ہے، اُس موقوف روایت کی تحقیق کی ہے۔

الغرض فی الحال ''27 حدیثوں'' کی تحقیق مکمل تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکی ہے۔ والحمد للہ

ان سب حدیثوں کی تفصیل آپ فہرست سے بآسانی دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو اور ان کے فالورز کو مرنے سے پہلے ہدایت نصیب فرما کر سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین، اور ہم سب کے دل میں اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اہل بیت کی محبت، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کی محبت، سیدہ فاطمہ، سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہن کی محبت، سیدنا امیر معاویہ، سیدنا مغیرہ بن شعبہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی محبت اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت ہمارے دلوں میں بھردے اور اس محبت میں مزید

اضافہ کردے۔ آمین یارب العالمین

راقم کی مرزا صاحب کے فالورز سے دردمندانہ اور ہمدردانہ التماس ہے: **''میرے مسلمان بھائیو! شیطانی وسوسوں کے باوجود اپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ راقم کی یہ تحریر اول تا آخر (فی الحال دس قسطیں) لازمی، لازمی، لازمی پڑھ لیں۔''**

والسلام

خادم قرآن وسنت

ابو محمد خرم شہزاد

28 رمضان 1442ھ، 11 مئی بروز منگل 2021ء

0313-4596872

☆......☆......☆

انجینئر محمد علی مرزا کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72 صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں'' کا تحقیقی جائزہ

تالیف: ابو محمد خرم شہزاد

ہمارے ایک دوست نے چند دن پہلے فون پر بتایا کہ مرزا جہلمی کا فتنہ بہت پھیلتا جا رہا ہے، وہ اپنے فاسد نظریات اپنی ویڈیوز اور اپنی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72۔ صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں'' کی صورت میں عام لوگوں میں پھیلا رہا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے لہٰذا اس کی تحریر کا لازمی جواب دیں، تو راقم الحروف نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مرزا جہلمی کی تحریر (ہماری اس تحریر میں مرزا جہلمی کی بعض ویڈیوز میں سے مرزا جہلمی کی کذب بیانی اور شیعت وغیرہ کا پرچار کرنے کا رد بھی آئے گا۔ ان شاء اللہ) کا جواب لکھنا شروع کر دیا، جس کی یہ پہلی قسط ہے۔ الحمدللہ

قارئین کرام: جو شخص بھی مرزا جہلمی کی تحریر اور ویڈیو دیکھے گا تو اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ انجینئر محمد علی مرزا جہلمی پکا رافضی شیعہ ہے اس کے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وغیرہ بھرا ہوا ہے، جیسے شیعہ ''تقیہ'' کرتے ہیں، اسی طرح مرزا جہلمی بھی اپنی ویڈیو اور تحریروں میں ''تقیہ'' کرتا ہے۔ بہرکیف مرزا جہلمی کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر......، میں دجل، فریب، دھوکے بازی، تقیہ کرنے کے ساتھ ساتھ خیانت اور مکاری وغیرہ کی بھرمار ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے اپنے مقامات پر آئے گی۔

واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر...... یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت؟

مرزا جہلمی نے اپنے ریسرچ پیپر 5b ، کا نام رکھا ہے ۔''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر: 72 ۔۔صحیح الاسناد کی روشنی میں'' اس تحریر کے 32 صفحات ہیں ،لیکن صرف 2 صفحات پر واقعہ کربلا کی تفصیل ہے، باقی 30 صفحات میں (فضائل اہل بیت ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ) مرزا جہلمی نے (ضعیف احادیث وسخت ضعیف احادیث ، اپنی مکاری، دجل اور فریب سے) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ ،ثم معاذ اللہ ، شراب خور ، حرام خور، سود خور، وغیرہ اوران کو اوران کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واجب القتل ثابت کیا ہے۔

ضروری وضاحت:...... ہم نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر.....'' پر تحقیقی جائزہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

اوّل:...... ضعیف احادیث وسخت ضعیف حدیث اور غیر ثابت احادیث، مرزا جہلمی کا فریب، دجل، خیانتیں، دھوکے بازیاں اور جہالتیں۔

دوم:...... وہ احادیث جن کا واقعہ کربلا کے موضوع سے کوئی تعلق ہی نہیں

سوم:...... راقم کی تحقیق میں ''واقعہ کربلا کا صحیح پس منظر'' بیان کیا جائے گا۔

مرزا جہلمی کی تحریر سے ہم اس لئے پہلے ضعیف احادیث کو ذکر کر رہے ہیں تاکہ عام لوگوں کو مرزا جہلمی میں چھپے رافضی شیعہ کے اصل چہرے کا پتہ چل سکے ، پھر اس کے بعد دوسرے حصے ، اور پھر تیسرے حصے کی وضاحت ہوگی ۔ان شاء اللہ

(اوّل) ضعیف احادیث اور غیر ثابت احادیث

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی گستاخی کی؟

مرزا جہلمی ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر....، کے صفحہ 28 پر لکھتا ہے: المستدرك للحاكم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا ابوایوب

انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے میزبان بنے تھے، جب غزوہ روم میں شریک بنے تو (امیر لشکر) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں شامل نہیں؟ اور ان کے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا، پھر غزوہ سے واپسی پر بھی ایسا ہی سلوک کیا اور ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی تو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہم (انصاریوں) سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ تم لوگ کن کن آزمائشوں میں مبتلا ہو گے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرنا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر تم صبر ہی کرو۔ اس (گستاخی) پر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور قسم کھائی کہ پوری زندگی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کروں گا۔ جب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو وہاں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ان کو ملنے کے لئے آئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے آج ویسے ہی گھر خالی کر دوں گا جیسے آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مہمان نوازی کے لئے کیا تھا۔ پھر انہوں نے اپنے گھر والوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور سارا گھر ساز و سامان سمیت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دے دیا، پھر پوچھا کوئی اور حاجت؟ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ پر چار ہزار درہم قرضہ ہے اور مجھے اپنی زمین پر کام کرنے کے لئے آٹھ غلاموں کی ضرورت ہے۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو بیس ہزار درہم اور چالیس غلام تحفے میں دے دیئے۔ (المستدرك للحاكم: 5935 اور 5941، قال الامام حاكم و الامام الذهبی: اسناده صحيح)

قارئین کرام: درج بالا روایت میں مرزا جہلمی نے خیانت کی ہے، عام لوگوں کو دھوکا دیا ہے اور بڑی مکاری سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کا راستہ ہموار کیا ہے لہٰذا ہم پہلے اس کو

بے نقاب کرکے پھر اس روایت کی سند پر تبصرہ کریں گے۔ وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

مرزا جہلمی کی خیانت اور مکاری

مرزا جہلمی نے المستدرک للحاکم کی درج بالا روایت سے پہلے صحیح بخاری سے تین احادیث نقل کی ہیں، جو کہ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں ہے، مثلاً پہلی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرے اس سے اللہ محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے اس سے اللہ بغض رکھے گا۔ (صحیح بخاری: 3783) اس کے بعد دوسری اور تیسری حدیث میں بھی انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور ان کے حقوق اور ان کو صبر کرنے کی تلقین وغیرہ ذکر ہوئی ہے، تفصیل کے لئے صحیح بخاری: 3799، 4330، کا مطالعہ کریں۔

مرزا جہلمی کا صحیح بخاری کی تین احادیث ذکر کرنے کا مقصد صرف اگلی المستدرک للحاکم والی حدیث کے لئے راہ ہموار کرنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ، سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بغض و دشمنی تھی اور اس لئے ان سے بدسلوکی کا معاملہ کیا، بات یہی پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ مرزا جہلمی نے لکھا ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر تم صبر ہی کرو۔۔اس (گستاخی) پر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور قسم کھائی کہ پوری زندگی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کروں گا...... الخ اس روایت میں یہ لفظ (گستاخی) بریکٹ والا مرزا جہلمی نے اپنی طرف سے متن میں بطور خیانت اضافہ کیا ہے، عام لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے، یہ تاثر دیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ، حدیث نبوی سن کر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو پھر تم صبر ہی کرو، معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمان نبوی کی گستاخی کی ہے، حالانکہ یہ لفظ عربی متن میں نہیں ہے، اسی لئے مرزا جہلمی نے بریکٹ میں لکھ کر عام لوگوں کو دھوکا دیا ہے، کیونکہ عام آدمی ایسی صورتحال سے ناواقف ہوتا ہے، وہ بریکٹ والے الفاظ کو متن ہی سمجھتا ہے۔۔

مرزا جہلمی کی دوسری خیانت:

مرزا جہلمی لکھتا ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں شامل نہیں؟ اور ان کے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا مرزا جہلمی نے جو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کی ہے، المستدرك للحاكم : 5941 ، والی اس روایت میں یہ الفاظ ''قاتلین عثمان'' عربی متن میں نہیں ہے، یہ مرزا جہلمی نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ (نعوذباللّٰہ من ذالك)، حالانکہ اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے، اور مرزا جہلمی نے جو دوسرا حوالہ دیا ہے: المستدرك للحاكم : 5935، والی روایت تو اس میں یہ الفاظ ہیں: "الست صاحب عثمان" جب کہ اس کا ترجمہ ''قاتلین عثمان'' نہیں ہے، حالانکہ اس روایت کی سند بھی سخت ضعیف ہے۔ یہ مرزا جہلمی کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ ان دونوں روایات کی مکمل تحقیق آگے آرہی ہے، نیز مرزا جہلمی نے اپنے بغض وعداوت کو پورا کرنے کے لئے، المستدرك للحاكم : 5935 ، اور 5941، ان دونوں روایات کو مکس کر کے ایک بنا دیا ہے۔

تنبیہ نمبر1:...... قارئین کرام: مرزا جہلمی کی درج بالا روایت ایک مرتبہ دوبارہ پوری پڑھ لیں ، اس میں یہ الفاظ ''سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے قسم کھائی کہ پوری زندگی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کروں گا'' اس سخت ضعیف سند والی روایت کے برعکس صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایک لشکر جہاد کے لئے گیا، جس کا کمانڈر یزید بن معاویہ تھا اور اس لشکر جہاد میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے اور اسی سفر میں انتقال فرمایا تھا۔ (صحيح بخاري : 1186) اس صحیح حدیث سے مرزا جہلمی کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت خود بخود دم توڑ گئی۔ الحمدللہ

تنبیہ نمبر2:...... اس روایت میں یہ ٹکڑا صحیح ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے یہ فرمانا: انصار استر کی طرح ہیں اور دوسرے لوگ ابرہ کی طرح ہیں تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد

تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔ (صحیح بخاری : 4330) اس روایت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا آپس میں ناراضگی والا کچھ بھی نہیں ہے بلکہ دونوں صحابہ کا اس میں ذکر تک نہیں ہے۔

قارئین کرام: مرزا جہلمی کی نقل کردہ روایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، المستدرك للحاكم : 5941 ، والی روایت کی تحقیق پیش خدمت ہے: اس کی سند میں "حبیب بن ابی ثابت راوی مدلس" ہے، اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ حبیب بن ابی ثابت کے مدلس ہونے کی تفصیل کے لئے پڑھے: (صحیح ابن خزیمة : 1\421 ، 422 ، ح : 448 ، و كتاب الثقات لابن حبان : 4\137 ، و معرفة السنن والآثار للبیهقی : 3\85 ، و السنن الكبرى للبیهقی : 3\327 ، و تقریب التهذیب لابن حجر : صفحه ، 63)

دوسری علت:...... اس روایت کی سند میں مسعود بن سلیمان راوی ہے، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا: مسعود بن سلیمان راوی مجہول ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 8\325 ، ت : 1301) المستدرك للحاكم میں کاتب یا کتابت کی غلطی سے، مسعود بن سلیم ،لکھا ہے، جب کہ اسماء الرجال میں راوی کے حالات دیکھنے پر اصل حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ راوی کا نام ،مسعود بن سلیمان، ہے۔۔

تیسری علت : اس روایت کی سند میں فردوس بن الاشعری راوی ہے اور یہ راوی بھی مجہول ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے۔ (التاریخ الكبیر للبخاری : 7\31 ، ت : 633) اسی طرح امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے اور صرف لفظ ،شیخ، کہا ہے، لیکن ایسا راوی بھی مجہول ہوتا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 7\124 ، ت : 532) اس تفصیل کی دلیل کے لئے راقم کی کتاب "اصول حدیث واصول تخریج: صفحہ، 409 تا 413 " کا مطالعہ کریں۔

لہٰذا اس روایت کی سند تین علتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

دوسری سند: ......المستدرك للحاكم : 5935، اس روایت کی سند کی وضاحت پیش خدمت ہے:

پہلی علت:...... اس میں انقطاع ہے، کیونکہ مقسم راوی کی سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

دوسری علت:......حکم بن عتیبۃ راوی مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے، حکم بن عتیبہ کے مدلس ہونے کے دلائل کی تفصیل کے لئے پڑھے:(العلل و معرفة الرجال للامام احمد ابن حنبل : 1\294 ، 295 ، ت : 1269 ، و الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 1\134 ، 135 ، و مسند علی بن الجعد : 317 ، و كتاب الثقات لابن حبان : 4\144)

تیسری علت:...... الاعمش راوی مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے، اعمش راوی کے مدلس ہونے کے دلائل کی تفصیل کے لئے پڑھے:(علل الحديث لابن ابی حاتم : 1 \ 202 ، و 2\524 ، ح : 2119 ، و المعرفة والتاريخ الفسوی : 3\12 ، و تاريخ عثمان بن سعيد الدارمی : 952 ، و كتاب المجروحين لابن حبان : 1\91 ، و كتاب التوحيد لابن خزيمة : صفحه ، 38 ، و التلخيص الحبير لابن حجر : 3\19 ، و الكفاية فی علم الرواية للخطيب : صفحه ، 312 ، و مسند علی ابن الجعد : صفحه ، 129 ، و ميزان الاعتدال للذهبی : 2\224 ، و اختصار علوم الحديث لابن كثير : صفحه ، 45) وغیرہ

چوتھی علت:......اس روایت کی سند میں ابوعبداللہ الحسین بن الحسن بن ایوب راوی بھی ، مجہول ، ہے، متساہل امام حاکم اور متاخرین کی توثیق قابل قبول نہیں ہے، اس کے تفصیلی دلائل کے لئے راقم کی کتاب" الضعفاء والمتروكين : صفحه ، 63 تا 91" کا مطالعہ

کریں۔

لہٰذا اس روایت کی سند چار علتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔۔

تنبیہ نمبر 1:......اس روایت کی تیسری سند راقم کو المعجم الکبیر للطبرانی : 4\ 125 ، ح : 3877 " میں ملی ہے، لیکن وہ سند بھی، حبیب بن ابی ثابت ، راوی کے مدلس ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز اس سند کے متن میں یہ الفاظ ''قاتلین عثمان'' نہیں ہیں، علاوہ ازیں، المعجم الکبیر للطبرانی : 3876، کی سند سخت ضعیف ہے۔

تنبیہ نمبر 2:......مرزا جہلمی کا یہ کہنا کہ اس روایت کی سند کو امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے، کہ امام حاکم کا تساہل مشہور ہے اور امام ذہبی نے امام حاکم کی تصنیف ، مستدرک ، میں ایک سو (100) کے قریب موضوع (جھوٹی) احادیث کی نشاندہی کی ہے۔ (اختصار علوم الحدیث لابن کثیر : صفحہ ، 21) جن کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے یا سکوت کیا ہے، راقم کہتا ہے کہ، مستدرک ، میں اس سے کہیں زیادہ من گھڑت احادیث ہیں، اور رہے امام ذہبی تو یہ آٹھویں صدی ہجری کے ہیں، لہٰذا اصول حدیث و اصول متقدمین محدثین کے یہ روایت صحیح ثابت نہیں ہے اور متقدمین محدثین کے مقابلے میں متساہل و متاخر محدث کی بات قابل حجت نہیں ہے۔

مرزا جہلمی کی کذب بیانی کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا سنت ہے:

قارئین کرام کے علم میں اضافے کے لئے ایک اہم ترین بات کی وضاحت بھی کرتا چلو کہ مرزا جہلمی کہتا ہے : جس طرح شیعہ مسلک والے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اس طرح نماز پڑھنا سنت ہے، لو جی شیعہ کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا بھی اب سنت ہو گیا اب مرزا جہلمی کے فالورز کو چاہئے کہ وہ نماز میں ہاتھ باندھنے کی بجائے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے۔

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سونا پہنتے تھے؟ اور حرام اشیاء استعمال کرتے تھے؟

مرزا محمد علی جہلمی ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر...... میں حدیث نمبر، 31، صفحہ 15'' پر

لکھتا ہے: سنن ابی داود کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود اور بنی اسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر گئے، (اس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ (نوٹ: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ایک سازش کے تحت شہید کیا گیا تھا جس کی تفصیل حدیث نمبر 50 کے تحت آ رہی ہے) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ایک شخص (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اسے (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟ (نعوذ باللّٰہ من ذالك) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: میں اسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ میں نے خود دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرما رہے تھے: یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔ بنو اسد کے ایک شخص نے کہا: وہ (حسن رضی اللہ عنہ) تو ایک انگارہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔ (نعوذ باللّٰہ من ذالك) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آ کر ارشاد) فرمایا: میں اس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو غصہ نہ دلاوں اور ایسی بات نہ سناوں جو تجھے ناپسند ہو۔اے معاویہ رضی اللہ عنہ، اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کر دینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں'' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے اور ان پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں'' پھر سیدنا مقدام

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم، اے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) میں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے مقدام، مجھے پتا ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔'' سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کے لئے ان کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام واکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے سارا مال اپنے ساتھیوں میں وہی بانٹ دیا اور اسدی نے نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اس بات کی خبر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے کہا: سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سنبھالنے والا ہے۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للّٰہ وانا الیه راجعون ۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اسے (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟ (نعوذ باللّٰہ من ذالك) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: میں اسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ میں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرما رہے تھے: یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔ (سنن ابی داود: 4131، مسند احمد: 17228 (جلد – 4، صفحہ – 132)، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی: اسنادہ صحیح)

قارئین کرام: مرزا جہلمی کی درج بالا حدیث نمبر، 31، کے ترجمہ سے قطع نظر، مرزا جہلمی اس روایت سے کیا ثابت کرنا چاہتا ہے ہم اس کے متعلق ترتیب وار روشنی ڈالتے ہیں

اس کے بعد اس روایت کی اسنادی حیثیت کیا ہے ان شاء اللہ اس پر تبصرہ کریں گے ۔۔مرزا جہلمی نے یہی حدیث دوبارہ ،''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر........... میں حدیث نمبر، 51 ،اور صفحہ:24 ،25 ، پر نقل کی ہے ۔۔اب وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

(1)......مرزا جہلمی حدیث نمبر، 31 ، کے ترجمہ میں لکھتا ہے: نوٹ: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ایک سازش کے تحت شہید کیا گیا تھا جس کی تفصیل حدیث نمبر 50 کے تحت آرہی ہے۔

(2)......مرزا جہلمی حدیث نمبر، 50 ، کے بعد اور حدیث نمبر، 51 ، سے پہلے صفحہ نمبر، 24 پر لکھتا ہے: نوٹ: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس کے بعد پیدا ہونے والی بھیانک صورتحال کا بالکل صحیح صحیح ادراک کے لئے یہاں درج ذیل اہم ترین حدیث دوبارہ ملاحظہ فرمائیں: (پھر وہی حدیث نمبر، 31 ، دوبارہ نقل کی ہے ۔۔راقم کہتا ہے: کہ مرزا جہلمی نے حدیث نمبر، 50 ، جو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کرنے والی روایت نقل کی ہے اس کی مکمل تحقیق ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں آرہی ہے۔)

(3)...... مرزا جہلمی اس سخت ضعیف حدیث سے یہ بات ثابت کر رہا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ،معاذ اللہ،سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو مصیبت سمجھتے تھے۔

(4)......مرزا جہلمی اس سخت ضعیف حدیث سے یہ بات بھی ثابت کر رہا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ، معاذ اللہ ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو انگارہ کہا گیا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کچھ نہیں کہا۔

(5)......مرزا جہلمی اس سخت ضعیف حدیث سے یہ بات بھی ثابت کر رہا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ، معاذ اللہ،حرام اشیاء استعمال ہوتی تھی ، جیسا کہ مرزا جہلمی نے اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکٹ میں لکھا بھی ہے۔

(6)......مرزا جہلمی اس سخت ضعیف حدیث سے یہ بات بھی ثابت کر رہا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ، معاذ اللہ ، زہر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دلوایا تھا۔(ان روایات کی تحقیق کی تفصیل

ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں آ رہی ہے ۔)

درج بالا باتوں کو مرزا جہلمی اپنی رافضیت وشیعیت کو سنیت کے لبادے میں بڑی مکاری سے عام سادہ لوگوں میں پھیلا رہا ہے اور عام سادہ لوگوں دلوں میں فریب و دھوکے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بغض وعداوت کا بیج بو رہا ہے یہ مرزا جہلمی کا سارا دجل ہے اور یہ پرلے درجے کا جھوٹا اور خائن ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں ۔

حدیث کی سند پر تبصرہ

پہلی علت:...... مرزا جہلمی کی پیش کردہ حدیث سخت ضعیف ہے، اس روایت کی سند ملاحظہ فرمائیں: ثنا حیوۃ بن شریح ثنا بقیۃ ثنا بحیر بن سعد عن خالد بن معدان قال وفد المقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔ الخ ۔ (مسند احمد : 4\132 ، حدیث نمبر ، 17228 ، و اسنادہ ضعیف جداً) اس روایت کی سند میں راوی بقیہ بن ولید ہے، جو تدلیس تسویہ کرتا تھا، اس کی تفصیل سے پہلے تدلیس تسویہ کے متعلق وضاحت پیش خدمت ہے ۔

تدلیس تسویہ: راوی اپنے شیخ سے بیان کرے اور آگے دو ثقہ راویوں کے درمیان موجود ضعیف (یا متروک و کذاب) راوی کو ساقط کر دے جب کہ ان ثقہ راویوں کی آپس میں ملاقات ثابت ہو، اس کی شکل یہ ہے کہ راوی ثقہ شیخ سے حدیث روایت کرتا ہے اور یہ ثقہ ایک ضعیف (یا متروک و کذاب) سے روایت کرتا ہے اور پھر یہ ضعیف (یا متروک راوی) ثقہ سے روایت کرتا ہے اور یہ دو ثقہ آپس میں ملاقات کر چکے ہوتے ہیں، تو مدلس جس نے پہلے ثقہ سے حدیث سنی آ کر سند سے ضعیف (یا متروک راوی) کا واسطہ حذف کر دیتا ہے اور سند میں پہلے ثقہ کو دوسرے ثقہ سے ملا دیتا ہے اور محتمل لفظ استعمال کر کے مکمل سند کو برابر ثقہ راویوں سے بیان کرتا ہے ۔، تدلیس کی قسموں میں سے یہ سب سے بُری اور قبیح (گھٹیا ترین

)قسم ہے کیونکہ کبھی پہلا ثقہ راوی تدلیس میں معروف نہیں ہوتا تو اس طرح برابری سند کے بعد سند پر اطلاع پانے والا کبھی اس کو دوسرے ثقہ سے بیان کرکے اس پر صحت کا حکم لگا دیتا ہے جس میں بہت بڑا دھوکا ہوتا ہے۔ (تیسیر مصطلح الحدیث : صفحہ ، 77)

امام عراقی رحمہ اللہ تدلیس تسویہ کے بارے میں فرماتے ہیں : تدلیس کی قسموں میں سب سے بُری تدلیس، تدلیس تسویہ ہے..........الخ۔ (التقید و الا یضاح : صفحہ ، 95 ، 96 ، المکتبة الشاملة)

تدلیس تسویہ کرنے والے راوی کی روایت اس وقت قابل حجت ہوتی ہے جب راوی اپنی روایت میں سماع بالمسلسل کی تصریح کریں یعنی اس راوی سے لے کر آخری راوی تک "حدثنا" "سمعت" "اخبرنا" وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ صراحت ہو، لیکن راوی بقیہ بن ولید کی روایت میں سماع بالمسلسل کی تصریح نہیں ہے لہٰذا درج بالا روایت سخت ضعیف ہے۔

بقیہ بن ولید راوی کے تدلیس تسویہ کرنے کے دلائل

(1) ایک حدیث جس کو امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (161 ہجری، 238 ہجری) نے "عن بقية قال حدثني ابو وهب الاسدي قال : حدثنا نافع ابن عمر قال : لا تحمدوا اسلام امرئ حتى تعرفوا عقدة راية" کی سند سے روایت کیا ہے۔ ''تم کسی شخص کے اسلام کی اس وقت تک تعریف نہ کرو جب تک اس کی رائے کی قوت نہ معلوم کرلو۔'' اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (240 ہجری ، 327 ہجری) فرماتے ہیں: میرے والد امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (195 ہجری، 277 ہجری) نے فرمایا : کہ اس حدیث میں ایسی علت موجود ہے جسے کم لوگ ہی سمجھ سکیں گے اس حدیث کو عبیداللہ بن عمرو نے اسحاق (بن عبداللہ) بن ابی فروہ (متروک الحدیث راوی) سے اور انہوں نے نافع سے اور نافع نے بواسطہ ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، عبیداللہ کی

کنیت ابووھب ہے اور وہ اسدی ہے پھر ایسا ہوا کہ بقیہ بن ولید نے عبیداللہ بن عمرو کی کنیت سے ان کا ذکر کیا اور بنو اسد کی طرف منسوب کیا تا کہ معلوم نہ ہو سکے حتیٰ کہ اسحاق بن ابی فروہ (متروک راوی) کو درمیان سے ساقط کر دیا تا کہ اس (متروک راوی) کا پتہ نہ چل سکے اور ایسا کرنے پر بقیہ بن ولید تمام لوگوں سے زیادہ قدرت رکھتا تھا۔ (علل الحدیث لابن ابی حاتم : 2\440 ، 441 ، ح : 1957)

(2) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا گیا جس کی سند میں بقیہ بن ولید راوی تھا، حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع کیا ہے۔ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164 ہجری ، 241 ہجری) نے اس حدیث کے متعلق فرمایا: یہ حدیث منکر ہے ، بقیہ بن ولید راوی مدلسین میں سے ہے ، بسا اوقات ضعیف راویوں سے روایت کر کے انہیں سند کے مختلف مقامات سے (تدلیس تسویہ کرتے ہوئے) حذف کر دیتا تھا۔ (الجامع لعلوم للامام احمد ابن حنبل : 15\227 ، 228 ، ح : 725 ، المکتبة الشاملة)

(3) امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (118 ہجری ، 181 ہجری) فرماتے ہیں: بقیہ بن ولید راوی ناموں کو کنیتوں سے بدل دیتا ہے اور کنیتوں کو ناموں سے ، یہ ایک زمانے تک ہمیں ابوسعید وحاظی سے روایتیں سناتا رہا، جب ہم نے اچھی طرح غور کیا تو وہ عبدالقدوس (کذاب راوی) نکلا۔ (مقدمہ صحیح مسلم: 1\87، ح: 81)

(4) امام ابن حبان رحمہ اللہ (274 ہجری، 354 ہجری) فرماتے ہیں: بقیہ بن ولید راوی تدلیس تسویہ کرتے ہوئے ثقہ راویوں کے درمیان سے ضعیف راوی کو حذف کر دیتا تھا۔

(کتاب المجروحین لابن حبان : 1\230 ، ت : 159)

(5) امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (392 ہجری ، 463 ہجری) کے نزدیک بھی بقیہ بن ولید راوی تدلیس تسویہ کرتا تھا۔ (الکفایة فی علم الروایة للخطیب البغدادی : صفحہ

(316 ،

(6) امام صلاح الدین بن ابو سعید خلیل العلائی رحمہ اللہ (694 ہجری ، 761 ہجری) فرماتے ہیں : بقیہ بن ولید راوی تدلیس کے ساتھ مشہور ہے اور کثرت کے ساتھ ضعفاء سے تدلیس تسویہ کرتا تھا۔(جامع التحصيل فى احكام المراسيل العلائى : صفحه ، 105)

(7) امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (773 ہجری ، 852 ہجری) ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: اس میں بقیہ بن ولید کی تدلیس تسویہ ہے کیونکہ اس نے اپنے شیخ سے آگے "معنعن" یعنی عن سے روایت بیان کی ہے۔(تلخيص الحبير لابن حجر : 2\41 ، ح : 593) امام ابن حجر رحمہ اللہ مزید ایک سند "بقية بن الوليد ثنا بحير بن سعد عن خالد بن معدان ......" کے بارے میں لکھتے ہیں : بقیہ بن ولید نے اس سند میں سماع کی صراحت کر دی ہے ، لیکن '' بحیر بن سعد عن خالد بن معدان'' میں غور کیا جائے گا ، کیونکہ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتا تھا۔۔(اتحاف المهرة لابن حجر : 13\233 ، ح : 16635 ، المكتبة الشاملة) راقم کہتا ہے کہ مرزا جہلمی کی پیش کردہ روایت کی سند بھی یہی ہے۔

دوسری علت:...... اس روایت کی سند میں ''بقیہ بن ولید اپنے شیخ بحیر بن سعد'' سے روایت بیان کر رہا ہے اور بحیر بن سعد اہل حمص سے ہے جب کہ علل حدیث وعلم الرجال کے ماہر امام ، امام ابو زرعۃ رازی رحمہ اللہ (200 ہجری ، 264 ہجری) سے اس حدیث "حدثني ابو تقى قال : حدثنا بقية بن وليد قال : حدثني عبدالعزيز بن ابى رواد ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال : قال النبى ﷺ .... فمن بدا بالكلام قبل السلام فلا تجيبوه" پس جو شخص سلام کرنے سے پہلے گفتگو شروع کرے تو اس کو جواب مت دو۔ کے متعلق پوچھا گیا تو امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے ، بقیہ بن ولید نے یہ حدیث عبدالعزیز سے نہیں سنی ، یہ حدیث اہل حمص سے ہے اور اس اہل حمص کی روایت میں بقیہ بن ولید تمیز نہیں کرتا تھا۔(یعنی بقیہ بن ولید کو سماع

نہیں ہے لیکن پھر بھی سماع سے ذکر کر دیتا ہے ۔)(علل الحدیث لابن ابی حاتم : 3\152 ، ح : 2516)

لہٰذا مرزا جہلمی کی نقل کردہ حدیث میں ایک علت تو بقیہ بن ولید کی تدلیس تسویہ ہے اور دوسرا ''بقیہ بن ولید ، بحیر بن سعد'' سے روایت کر رہا ہے اور بحیر بن سعد بھی اہل حمص سے ہے اس لئے امام علل حدیث و رجال امام ابوزرعہ رازی ؒ کے بقیہ بن ولید کی اہل حمص والوں سے روایت کی کوئی اصل نہیں ہے ۔

مرزا جہلمی نے اس روایت کے متعلق نقل کیا ہے کہ اس روایت کی سند کو شیخ البانی ؒ اور شیخ زبیر علی زئی ؒ نے صحیح کہا ہے ۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ شیخ البانی ؒ اور شیخ زبیر علی زئی ؒ ، یہ دونوں بقیہ بن ولید کو صرف عام مدلس سمجھتے تھے لہٰذا ان دونوں شیوخ کی بات اصول حدیث و متقدمین محدثین امام احمد بن حنبل ، امام ابو حاتم رازی ، اور امام ابوزرعہ رازی وغیرہ کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ہے ۔

تنبیہ نمبر 1:......شیخ زبیر علی زئی ؒ تو امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالهادی ؒ (705 ہجری ، 744 ہجری) کے قول :"روایة بقیة عن بحیر (بن سعد) صحیحة ، سواء صرح بالتحدیث ام لا" کے مطابق "بقیه عن بحیر بن سعد" والی روایت کو بھی صحیح سمجھتے تھے ۔ (الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین : صفحه ، 136) امام ابن عبدالهادی ؒ نے اپنی یہ بات اپنی کتاب میں نقل کی ہے اور اس پر متقدمین محدثین سے کوئی دلیل نہیں دی ۔ (تعلیقة علی العلل لابن ابی حاتم : صفحه ، 108 ، 109 ، ح : 15) لہٰذا یہ بات اصول حدیث و اصول متقدمین محدثین کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ہے اور امام ابن عبدالهادی ؒ تو آٹھویں صدی ہجری کے ہیں ۔

تنبیہ نمبر 2:......اور یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ بقیہ بن ولید راوی بحیر بن سعد کی کتاب سے روایت کرتا تھا ، اس بات کی تفصیل سے قطع نظر ، یہ بقیہ بن ولید کا قول

ثابت نہیں ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں: امام ابن عدی رحمہ اللہ (277 ہجری، 365 ہجری) فرماتے ہیں: ثنا الفضل بن عبداللہ بن سلیمان، ثنا سلیمان بن عبدالحمید، ثنا حیوۃ، قال: سمعت بقية يقول: .... الخ --
(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدی: 2\264، ت: 302)

اس روایت کی سند میں الفضل بن عبداللہ بن سلیمان راوی مجہول ہے اس کی توثیق کسی بھی محدث سے ثابت نہیں ہے اور دوسرا راوی سلیمان بن عبدالحمید ''متکلم فیہ'' ہے، امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس کو ''صدوق'' کہا ہے (راقم کہتا ہے: یہ قول توثیق نہیں ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے وضاحت کی ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم: 1\324) دوسرا اس راوی کے متعلق امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: سلیمان بن عبدالحمید راوی ثقہ نہیں ہے اور نہ قابل اعتماد ہے، کذاب ہے۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر: 22\344، ت: 2687)

مرزا جہلمی کے ایک جھوٹ کا ذکر

مرزا جہلمی اپنی ایک ویڈیو میں کہتا ہے کہ شیعہ مسلک کا قرآن اور سنی مسلک کا قرآن ایک ہی ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ مسلک کا قرآن اور ہے یہ پروپیگنڈہ ہے، راقم کہتا ہے کہ مرزا جہلمی کا یہ جھوٹ ہے، شیعہ مسلک کا قرآن الگ ہے وہ ہمارے قرآن کو تسلیم نہیں کرتے ان شاء اللہ اس کے دلائل ہماری آخری قسط میں آئیں گے۔

مرزا جہلمی کا ایک اور جھوٹ

مرزا جہلمی کی بات کو مختصر نقل کر رہا ہوں اور تفصیلی بات کو ان شاء اللہ ہم الگ سے اگلی قسطوں میں نقل کریں گے۔ مرزا جہلمی ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر......، کے صفحہ 13'' پر لکھتا ہے کہ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی (من گھڑت احادیث کی نشاندہی کرنے والی ان کی مشہور کتاب الموضوعات میں بھی کچھ روایات ذکر کرکے) امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں (صحابیت کے سوا) کوئی چیز ثابت نہیں

ہے .... پھر مرزا جہلمی صفحہ 14 پر لکھتا ہے: (یعنی صحابیت کے سوا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے)

قارئین کرام: مرزا جہلمی کی یہ بہت بڑی کذب بیانی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے، ہم ان شاء اللہ وقتاً فوقتاً مختلف قسطوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت والی صحیح احادیث ذکر کرے گے، اور دوسرا مرزا جہلمی نے جو امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے، لیکن یہ قول صحیح سند سے ثابت ہی نہیں ہے، اس کی مکمل تفصیل اور مرزا جہلمی کا پیش کردہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مکالمے کی بھی تفصیل ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں آے گی، مرزا جہلمی خائن، فریبی اور دھوکے باز ہے اس کا یہ سارا دجل بغض معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عداوت اور اس کے اندر چھپی رافضیت وشیعیت کی وجہ سے ہے، حالانکہ صحابی رسول ہونا بھی بہت ہی بڑی فضیلت و مرتبہ ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص احد (پہاڑ) جتنا سونا (اللہ کی راہ میں) میں خرچ کردے تو بھی ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے خرچ کردہ ایک مد (مٹھی بھر) یا اس کے آدھے (جو، غلے) کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (صحیح بخاری: 3673، و صحیح مسلم: 6488) دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ہیں...... الخ۔ (صحیح بخاری: 3651) تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو، کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہترین ہیں........... الخ (السنن الکبری للنسائی: 5 \ 293، ح: 9222، اسنادہ صحیح) وغیرہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو رافضی وشیعہ مرزا جہلمی نے بھی صحابی رسول تسلیم کیا ہے اگر چہ اس کے دل میں بغض و عداوت بھری ہوئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی پہلے بحری بیڑے پر جہاد کرنے والوں کے لئے بشارت

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندری سفر کر کے جہاد کرے گا، اس نے (اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت و جنت کو) واجب کر لیا ہے، سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تم بھی ان کے ساتھ ہو گی......۔الخ

(صحیح بخاری: 2924)

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے سبز سمندر کا سفر کریں گے ان کی مثال (دنیا یا آخرت میں) تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی طرح ہے، سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ سے دعا فرما دیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی.......... چنانچہ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں جہاد میں شریک ہوئیں، پھر غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے قریب ایک سواری لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انہیں گرا دیا جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گئیں۔

(صحیح بخاری: 2799، 2877، 2878، 2800، و صحیح مسلم: 4934)

درج بالا احادیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی سعادت و اعزاز اور فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ پہلا لشکر جس نے بحری جہاد کیا اس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے ان احادیث سے آپ رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔اور جنت کی بشارت بھی مل گئی۔ الحمدللہ، مرزا جہلمی کی کذب بیانی کی انتہا ہے کہ کہتا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے۔جھوٹا اور خائن مرزا جہلمی درج بالا حدیث کے

متعلق بتائے کہ اس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کتنی زبردست فضیلت بیان ہوئی ہے، ابھی تو شروع وات ہے ان شاء اللہ آگے اگلی قسطوں میں مرزا جہلمی دجال و دھوکے باز کے لئے مزید صحیح احادیث آ رہی ہیں، جو مرزا جہلمی میں چھپے رافضی و شیعہ کو بے نقاب کر دیں گی۔ ان شاء اللہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

امام ابن ھانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہتا ہے، کیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: اس شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور نہ ہی اس شخص کی عزت کی جا سکتی ہے۔ (موسوعة اقوال للامام احمد ابن حنبل : 4 / 396 ، ت : 4306)

اب ہم مرزا جہلمی کی تحریر کی طرف آتے ہیں، آج جس روایت کی ہم تحقیق پیش کر رہے ہیں اس کو مرزا جہلمی نے تکرار کے ساتھ چھ مرتبہ ایک سند سے اور دو مرتبہ دو سندوں سے نقل کیا ہے لہٰذا ایک روایت ٹوٹل آٹھ مرتبہ نقل کی ہے کیونکہ ہر روایت میں الفاظ کا تھوڑا سا فرق ہے لہٰذا ہم اس تکرار سے بچتے ہوئے ان آٹھ میں سے ایک روایت مکمل نقل کریں گے اور باقی سات روایات کا حوالہ ذکر کر دیں گے اور تکرار کو چھوڑ دے گے اور جو حضرات مکمل آٹھ روایات پڑھنا چاہے تو ہم حوالہ نقل کر رہے ہیں وہ ان پیپر سے پڑھ لے۔

مرزا جہلمی واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر............، میں حدیث نمبر، 42، صفحہ نمبر 21 پر لکھتا ہے: سنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کچھ خطباء مقرر کئے جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کر رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اس ظالم شخص (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھتے ہو کہ یہ ایک جنتی شخص (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) پر لعنت کرواتا ہے۔ پھر انہوں نے 9 افراد کے بارے

میں گواہی دی کہ وہ جنتی ہے اور (فرمایا) اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔ میں نے پوچھا کہ وہ 9 افراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا۔ اے حراء پہاڑ تھم جا تجھ پر (اس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔ میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 افراد کون کون سے ہیں؟ سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (وہ 9 افراد یہ ہیں): رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم)۔ میں نے پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید رضی اللہ عنہ) تھوڑی دیر (عاجزی میں) خاموش رہے پھر فرمایا: میں ہوں۔ (سنن ابی داود : 4648 ، سنن نسائی الکبری : 8208 ، 8190 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ غلام مصطفی ظهیر فی فضائل الصحابة : اسناده صحیح ، صحیح ابن حبان : 6996 ، السنة لابن ابی عاصم : 1220 ، مسند احمد : 1644 ، جلد ، اول ، صفحه ، 189 ، قال الشیخ شعیب الارنووط : اسناده صحیح) (سنن ابی داود : 4650 ، مسند احمد : 1629 ، جلد اول ، صفحه ، 187 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنووط : اسناده صحیح) (سنن نسائی الکبری : 8205 ، 8206 ، 8210 ، سنن ابی داود : 4649 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظهیر امن پوری فی فضائل الصحابة : اسناده صحیح)

قارئین کرام: مرزا جہلمی نے اس روایت کے ترجمہ میں جو ڈنڈی ماری ہے اس سے قطع نظر ہم بات کو شروع کرتے ہیں، راقم نے آٹھ روایات کے حوالہ جات جو مرزا جہلمی نے دیئے ہیں ان سب کو ایک جگہ ہی لکھ دیا ہے اور جو ان روایات کی تفصیل دیکھنا چاہے تو وہ مرزا جہلمی کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر............، میں حدیث نمبر، 42، 43، 44، اور صفحہ، 21، 22 '' پر پڑھ سکتا ہے۔ (مرزا جہلمی نے آٹھ روایات میں چھ روایات راوی عبداللہ بن

ظالم سے نقل کی ہیں اور ایک روایت ریاح بن حارث سے اور ایک روایت عبدالرحمٰن بن اخنس سے نقل کی ہے ان تمام کی تفصیل آگے آرہی ہے)

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر زبان درازی اور لعنت کی جاتی تھی؟

مرزا جہلمی درج بالا روایت سے یہ بات ثابت کر رہا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر، معاذاللہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر زبان درازی اور لعنت کی جاتی تھی جبکہ اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی سند:...... یہ روایت تین علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

(1) علت:...... اس روایت کی علت کی وضاحت آگے آرہی ہے لیکن مرزا جہلمی نے جو حوالہ دیئے ہیں، راقم کہتا ہے اس کے علاوہ یہ روایت مزید درج ذیل کتب میں موجود ہے۔ (اخبار مكة للفاكهى : 4\57 ، ح : 2423 ، و فضائل الصحابة للامام احمد ابن حنبل : 1\229 ، ح : 279 ، و 2\570 ، ح : 963 ، و مسند البزار : 4\91 ، ح : 1263 ، و مسند احمد : 1\188 ، ح : 1638 ، و مسند للشاشى : 1\247 ، ح : 214 ، و فضائل الصحابة للنسائى : صفحه ، 31 ، ح : 101 ، 102 ، و حديث خيثمة الاطرابلسى : 1\201 ، و حلية الاولياء لابى نعيم : 1\96 ، و المستدرك للحاكم : 5\140 ، ح : 5898 ، كتاب الضعفاء الكبير للعقيلى : 3\/ 254 ، ح : 2930 ، وغيره)

اس روایت کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ امام نسائی رحمہ اللہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ھلال بن یساف نے اس کو عبداللہ بن ظالم سے نہیں سنا۔ (السنن الكبرى للنسائى : 5\58 ، تحت الحديث : 8205)، اسی طرح علل و رجال کے ماہر امام، امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ھلال بن یساف نے اس کو عبداللہ بن ظالم سے نہیں سنا۔ (العلل

للدارقطنی : 4\ 412 ، ح : 663)

مرزا جہلمی کی خیانت:

مرزا جہلمی خیانت کرتے ہوئے اس علت کو ہضم کر گیا ہے، حالانکہ اس نے اپنی تحریر میں اس حدیث کا حوالہ بھی دیا ہے لیکن اس نے عوام الناس کو فریب اور دھوکا دینے کے لئے یہ مکاری کی ہے۔

(2) علت:...... امام نسائی اور امام دارقطنی ان دونوں اماموں نے یہ وضاحت کی ہے کہ ھلال بن یساف راوی اور عبداللہ بن ظالم راوی کے درمیان ایک (مجہول) آدمی کا واسطہ ہے اور اس کا نام فلان بن حیان ہے (اور حیان بن غالب بھی کہا گیا ہے جیسا کہ بعض کتب احادیث کی سند میں ذکر ہوا ہے)۔ (السنن الکبری للنسائی : 5\ 58 ، 59 ، ح : 8206 ، 8208 ، و العلل للدارقطنی : 4\ 412 ، ح : 663)

اور فلان بن حیان یا حیان بن غالب راوی مجہول ہے، کسی محدث نے اس راوی کی توثیق نہیں کی۔ (تقریب التھذیب لابن حجر : صفحہ ، 436 ، و تحریر تقریب التھذیب : 4\ 308 ، ت : 8466)

(3) علت:...... عبداللہ بن ظالم راوی بھی مجہول ہے، کیونکہ اس راوی کا ذکر امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری : 5\ 31 ، ت : 367) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے اسی طرح امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بھی اس راوی کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 5\ 106 ، ت : 407) اور ایسا راوی بھی مجہول ہی ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن حاتم : 1\ 324) ہمارے بھائیوں کی مزید تسلی کے لئے محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کا کسی راوی پر سکوت کرنے کے متعلق تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا راوی

مجہول ہی ہوتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھے۔ (ضوابط الجرح والتعدیل: صفحہ، 63 تا 66)

تنبیه (1):......عبداللہ بن ظالم راوی کی متساہلین ومتاخرین کی توثیق کرنا قابل قبول نہیں ہے اس کے تفصیلی ردّ کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''الضعفاء والمتروکین: صفحہ، 63 تا 91 اور دوسری کتاب'' اصول حدیث و اصول تخریج: صفحہ، 341 تا 366 اور صفحہ، 390 تا 416'' کا مطالعہ کریں۔

تنبیه (2):......: علل حدیث ورجال اور جرح وتعدیل کے امام، امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عبدالله بن ظالم عن سعيد بن زيد عن النبی ﷺ'' یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (كتاب الضعفاء الكبير للعقيلی: 3\254 ، ت 2929 ، و اسناده صحيح)

دوسری سند کی علت:......اس روایت کی علت کی وضاحت آگے آرہی ہے، مرزا جہلمی نے اس روایت کے جو حوالے نقل کئے ہیں۔ راقم کہتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی یہ روایت درج ذیل کتب میں آئی ہے، وضاحت پیش خدمت ہے: (مسند ابی داود الطيالسی: 1\192 ، ح : 233 ، و مسند احمد: 1\188 ، ح : 1631 ، 1637 ، و فضائل الصحابة للامام احمد ابن حنبل: 1\221 ، ح : 256 , 257 ، و 1\116 ، ح : 87 ، و مسند ابی يعلى: 2\259 ، ح : 971 ، و صحيح ابن حبان: 15\454 ، ح : 6993 ، و كتاب السنة لابن ابی عاصم: 3\433 ، ح : 1221 ، و امالی ابن بشران: 1\29 ، ح : 13 ، و مسند للشاشی: 1\234 ، 237 ، 247 ، ح : 190 ، 194 ، 210 ، و الاحاديث الالمختارة المقدسی: 3\288 ، 289 ، ح : 1089 ، 1090 ، تاريخ دمشق لابن عساكر: 18\388 ، وغيره)

اس راویت کی سند میں عبدالرحمٰن بن اخنس راوی مجہول ہے، کیونکہ اس راوی کے حالات متقدمین کی کتب سے نہیں ملے، صرف امام ترمذی نے ضمنی توثیق کی ہے اور امام ابن

حبان نے "الثقات" میں ذکر کیا ہے اور ان دونوں اماموں کا تساہل مشہور ہے جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں اسی لئے امام ابن حجر نے امام ترمذی اور امام ابن حبان کے اقوال کا ردّ کرتے ہوئے، راوی عبدالرحمٰن بن اخنس کو ''مستور'' یعنی مجہول الحال کہا ہے۔ (تقریب التهذيب لابن حجر : صفحه ، 198) اسی طرح امام ذہبی نے بھی امام ترمذی اور امام ابن حبان کا ردّ کرتے ہوئے، راوی عبدالرحمٰن بن اخنس کو "لا يعرف" یعنی مجہول کہا ہے۔ (ميزان الاعتدال للذهبی : 2\546 ، ت : 4809) اسی طرح الشیخ شعیب الارنووط نے راوی عبدالرحمٰن بن اخنس کو ''مجہول الحال'' کہا ہے۔ (تحرير تقريب التهذيب : 2\305 ، ت : 3795) الحمدللہ، امام ترمذی اور امام ابن حبان کے متساہل ہونے کے مفصل دلائل کے لئے راقم کی کتاب ''اصول حدیث و اصول تخریج : صفحہ، 341 تا 366 اور صفحہ، 390 تا 416'' کا مطالعہ کریں۔

تیسری سند کی علت:...... اس روایت کی علتّ کی وضاحت آگے آرہی ہے، مرزا جہلمی نے اس روایت کے جو حوالے دیئے ہیں۔ راقم کہتا ہے کہ اس کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتب میں آئی ہے، وضاحت پیش خدمت ہے: (فضائل الصحابة للامام احمد ابن حنبل : 1\204 ، ح : 225 ، و مصنف ابن ابی شيبة : 32609 ، و كتاب السنة لابن ابی عاصم : 2\619 ، 620 ، ح : 1433 ، 1434 ، و مسند للشاشی : 1\250 ، ح: 216 ، و الاعتقاد للبيهقی : صفحه ، 331 ، و المدخل الى السنن الكبرى للبيهقی : صفحه ، 90 ، و حديث خيثمة الاطرابلسی : صفحه ، 93 ، و شرح اصول اعتقاد و اهل السنة والجماعة : 8\1495 ، ح : 2718 ، و معرفة الصحابة لابی نعيم : 1\20 ، و المتفق والمتفرق للخطيب البغدادی : 2\1572 ، ح : 764 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 21\73 ، 74 ، و الاحاديث المختارة المقدسی : 13\282 تا 284 ، ح : 1083 ، 1084 ، 1085 ، وغيره)

اس روایت کی سند میں ریاح بن حارث راوی مجہول ہے، کیونکہ امام المحدثین امام بخاری نے اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح وتعدیل'' کے کیا ہے اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری : 3\279 ، ت : 1110) اور اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح و تعدیل'' کے کیا ہے اور ایسا راوی بھی مجہول ہی ہوتا ہے ۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 3\/ 463 ، ت : 2315) جیسا کہ امام ابن ابی حاتم کی اپنی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\324) متساہلین ومتاخرین کی توثیق قابل قبول نہیں ہے، تفصیلی ردّ کے لئے راقم الحروف نے اوپر اپنی کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ دوبارہ دیکھ لیں، نیز علل و رجال کے امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کے مقابلے میں متساہلین ومتاخرین کی بات قابل حجت نہیں ہے۔

مرزا جہلمی نے ان روایات کے متعلق کہا ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ وغیرہ نے ان کی سندوں کو صحیح کہا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اصول حدیث ومتقدمین محدثین امام بخاری رحمہ اللہ ، امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ، امام نسائی رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ کے مقابلے میں ان دونوں بزرگوں کی بات کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ویسے بھی مرزا جہلمی تو دوغلی پالیسیاں اپناتا ہے جو قول اپنے رافضیت وشیعیت کے موافق جہاں سے بھی ملا اس کو لے لیا اور اپنے مخالف صحیح دلیل بھی آئے تو اسے فریب ومکاری سے ردّ کر دیا، نیز مرزا جہلمی کا ''اصول حدیث'' کے متعلق جاننا تو دور کی بات ہے، اسے تو قرآن مجید اوپر سے دیکھ کر صحیح پڑھنا نہیں آتا۔ واللہ اعلم

مرزا جہلمی کا یہ نعرہ ''نہ میں وہابی نہ میں بابی، میں ہوں مسلم علمی کتابی'' جھوٹ پر مبنی ہے:

مرزا جہلمی کہتا ہے: ''نہ میں وہابی نہ میں بابی، میں ہوں مسلم علمی کتابی'' قارئین کرام، مرزا جہلمی کا یہ نعرہ لگانا جھوٹ پر مبنی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا جہلمی سے بڑھ کر کوئی ''بابی''

نہیں ہے، کیونکہ حقیقی اہل علم کے ہاں تو پھر بھی ''بابوں'' کو نقل کرنے کا کوئی ضابطہ ہے لیکن مرزا جہلمی کے ہاں تو وہ بھی نہیں ہے، صرف اپنی رافضیت و شیعیت کے مقصد کے لئے ''بابوں'' کے حوالے نقل کرتا ہے، درحقیقت مرزا جہلمی جھوٹا، فریبی، خائن وغیرہ ہے اور حق بات کو چھپانے میں ماہر ہے لیکن مرزا جہلمی اپنی ہی نقل کردہ حدیث کو بھول گیا ہے کہ حق بات کو چھپانے کا گناہ اور سزا کس قدر شدید ہے ہم مرزا جہلمی کی تحریر سے ہی نقل کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جو اس شخص کو معلوم تھی پھر بھی اس نے اس (علم کی بات) کو چھپا لیا تو ایسے شخص کو قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پر) آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ (سنن ترمذی: 2649، سنن ابی داود: 3658، سنن ابن ماجہ: 261، قال الشیخ زبیر علی زئی و الشیخ الالبانی: اسنادہ صحیح)

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین کی تھی؟

مرزا محمد علی جہلمی ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر .... میں حدیث نمبر، 40، صفحہ 20'' پر لکھتا ہے: سنن ابن ماجہ کی حدیث میں ہے: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کسی حج کے موقع پر (مدینہ شریف) آئے تو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (ان کے سامنے) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی توہین کی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا انہوں نے فرمایا: تم ایسی باتیں اس شخص کے متعلق کہتے ہو جس کے متعلق میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: جس کا مولا (ولی محبوب) میں ہوں (تو پھر) اس کا مولا (ولی محبوب) علی رضی اللہ عنہ ہے اور میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: اے علی (رضی اللہ عنہ) تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میں نے

خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: آج میں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اس شخص کو دوں گا، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔(سنن ابن ماجه : 121 ، قال الشيخ الالبانی : اسناده صحیح)

قارئین کرام: مرزا جہلمی نے اس حدیث کے ترجمے میں جو ڈنڈی ماری ہے اس سے قطع نظر اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جو فضائل ذکر ہوئے ہیں، وہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔لیکن اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے۔لہٰذا اس روایت کی سند پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی سند اور اس کی علت:...... ''حدثنا موسیٰ بن مسلم عن عبدالرحمن بن سابط عن سعد رضی اللہ عنہ قال قدم معاویه رضی اللہ عنہ...... الخ'' یہ حدیث سنن ابن ماجہ کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آتی ہے:(مصنف ابن ابی شيبة : 12\62 ، ح : 32741 ، و السنن الكبرى للنسائی : 8343 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 42\115 ، 116 ، و اسناده ضعیف)

یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، کیونکہ راوی عبدالرحمٰن بن سابط کی وفات 118 ہجری میں ہوئی ہے۔(التاریخ الصغیر للبخاری : 1\320) اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات 55 ہجری میں ہوئی ہے۔(التاریخ الصغیر للبخاری : 1\126)

دوسرا علل و رجال کے امام، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (158 ہجری، 233 ہجری) فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن سابط راوی کا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (تاریخ یحییٰ بن معین: 1\115، ت:366، وکتاب المراسیل لابن ابی حاتم: صفحہ، 128، ت: 217)

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق گالیاں دینے کا حکم دیا تھا؟

مرزا جہلمی ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر............ میں حدیث نمبر، 40، صفحہ 19'' پر لکھتا

ہے: صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص تابعی رحمہ اللہ اپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا (تو انہوں نے صاف انکار فرما دیا) پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: میں ہرگز انہیں کبھی بھی گالی نہیں دوں گا، کیونکہ 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی ایسی ہیں) جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمائی تھیں۔ الخ یہی حدیث مرزا جہلمی نے مختصر، صفحہ، 20 پر نقل کی ہے کہ سنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ ۔۔۔۔۔ الخ
(صحیح مسلم: 6220، و سنن نسائی الکبری: 8439، قال الشیخ غلام مصطفی فی خصائص علی: اسنادہ صحیح)

مرزا جہلمی نے صحیح مسلم اور سنن الکبری للنسائی کی حدیث کے ترجمہ میں جو ڈنڈی ماری ہے اس سے قطع نظر اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ ہم نے صحیح مسلم کی حدیث کا اتنا ٹکڑا ذکر کیا ہے جو ہم اپنے قارئین کرام کو پڑھانا چاہتے تھے، اور اگر کوئی پوری حدیث پڑھنا چاہے تو وہ مرزا جہلمی کی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر۔۔۔۔ میں صفحہ 19، 20 پڑھ لیں، یا پھر، صحیح مسلم: حدیث نمبر، 6220، پڑھ لے۔ نیز یہ حدیث صحیح مسلم کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آئی ہے: (سنن ترمذی: 3724، و السنن الکبری للنسائی: 8399، 8439، و خصائص علی للنسائی: صفحہ، 73، ح: 54، و مسند البزار: 1\200، ح: 1120، و مسند سعد بن ابی وقاص: 1\51، ح: 19، و المستدرك للحاکم: 4575، و اسنادہ ضعیف)

دوسری سند اور اس کی علت:......امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حدثنا قتيبة بن سعد و محمد بن عباد قالا حدثنا حاتم عن بكير بن مسمار عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابيه قال .... الخ"

اس روایت کی سند میں بکیر بن مسمار راوی کو امام ابن حجر نے ''صدوق'' کہا ہے۔ (تقريب التهذيب لابن حجر : صفحه ، 48) جب کہ اس راوی پر دیگر محدثین نے جرح کی ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی بکیر بن مسمار راوی سے اصول میں حدیث نہیں لی، بلکہ شواہد میں صرف (2) دو حدیثیں لی ہیں۔۔جس سے معلوم ہوا کہ یہ راوی امام مسلم کے نزدیک بھی قابل اعتماد نہیں ہے، اس راوی کے متعلق تفصیل آگے آرہی ہے، فی الحال امام مسلم کا صحیح مسلم میں متابعات اور شواہد میں روایات کو بیان کرنے کے متعلق مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیں: امام مسلم نے صحیح مسلم میں احادیث لینے میں تین طبقے بنائے ہیں سب سے پہلا طبقہ سے ان راویوں سے احادیث لاتے ہیں جو حفظ و اتقان میں اعلیٰ اور ثقہ ہوتے ہیں جیسا کہ امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں خود ہی اس کی وضاحت کی ہے لہٰذا اس کے بعد اگر امام مسلم متابعات وشواہد میں ان بعض راویوں سے بھی روایات لے آتے ہیں جو ضعیف ہوتے ہیں یا ایسا راوی جس کا حفظ و اتقان کا مقام اور مرتبہ وہ نہیں ہوتا جو پہلے طبقے یا دوسرے طبقے کا ہوتا ہے اور کبھی معلول شاہد کا ذکر بھی کرتے ہیں اور بعض دفعہ امام مسلم نے حدیث کے متعلق کوئی خفیہ علتّ یا کوئی نقص وخرابی یا اس حدیث میں بعض الفاظ کے غیر محفوظ ہونے کے متعلق وغیرہ بتانا ہوتا ہے اس لئے امام مسلم کوئی حدیث متابعت میں یا بطور شواہد ذکر کر دیتے ہیں جیسا کہ امام مسلم نے اس کی خود بھی وضاحت کی ہے۔۔امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے حدیث اور اصحاب حدیث کے طریقہ کار کا کچھ حصہ ہر اس شخص کی توجہ کے لئے جو ان کے راستے پر چلنا چاہتا ہے اور جسے اس کی توفیق نصیب ہوتی ہے تفصیل سے بیان کر دیا ہے ان شاء اللہ ہم اس طریقہ کار کی مزید شرح اور وضاحت اس کتاب کے ان مقامات پر کریں گے

جہاں معلول احادیث (جن میں کوئی خفیہ علت پائی جاتی ہے) کا ذکر ہوگا (یعنی) جب ہم وہاں پہنچیں گے جہاں اس (موضوع) کی شرح اور وضاحت کا مناسب موقع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (مقدمه صحيح مسلم : 1\52)

امام مسلم کی اس بات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی حدیث میں کوئی ایسا سبب جو راوی کے وہم اور خطا پر دلالت کرے، یا حدیث میں کوئی الفاظ غیر محفوظ ہیں، اور قطع نظر وہ راوی ثقہ ہے یا ضعیف، لیکن یہ علتّ محل استشہاد میں مضر نہیں ہیں، کیونکہ امام مسلم معلول حدیث اصل موضوع میں ذکر نہیں کرتے، امام مسلم معلول سند والی حدیث بطور احتیاط ذکر کرتے ہیں یا پھر ان کا مقصد اس میں پائی جانے والی خفیہ علتّ کی توضیح ہوتی ہے مزید امام مسلم نے متن وغیرہ میں الفاظ کے غیر محفوظ ہونے کے متعلق وضاحت کی ہے، امام مسلم رحمہ اللہ کسی روایت میں اختلاف کی صورت میں خطا یا اس روایت کے بعض الفاظ کے غیر محفوظ ہونے کے متعلق جاننے کے لئے فرماتے ہیں: ایک روایت کو حفاظ رواۃ نے روایت بیان کی ہے تو ایک منفرد شخص سند کو بیان کرنے میں ان کی مخالفت کرتا ہے یا وہ شخص متن کے الفاظ میں تبدیلی کر دیتا ہے، نتیجتاً وہ حفاظ کی روایت کے برعکس بیان کرتا ہے لہٰذا دونوں روایتوں میں صحیح روایت وہی ہے، جسے حفاظ کی جماعت نے بیان کیا ہے اس منفرد شخص کی روایت کا اعتبار نہیں ہے اگر چہ وہ حافظ ہی کیوں نہ ہو۔ (كتاب التميز للمسلم : صفحه ، 42)

اسی لئے امام مسلم نے بکیر بن مسمار سے صحیح مسلم میں اصول میں حدیث نہیں لی، کیونکہ اس راوی کے بیان کردہ یہ الفاظ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ابوتراب یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہرگز انہیں کبھی بھی گالی نہیں دوں گا (یہ ترجمہ غلط ہے مرزا جہلمی نے بغض سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یہ ڈنڈی ماری ہے۔ ان شاء اللہ اس کی حقیقت کسی قسط میں واضح کی جائے گی کہ صحیح ترجمہ کیا ہے؟) غیر محفوظ ہیں یعنی یہ الفاظ ثابت نہیں

ہیں کیونکہ صحیح مسلم : 6220 ، وغیرہ کی اس حدیث کے ان الفاظ کے علاوہ باقی حدیث کا متن صحیح مسلم کی دیگر دوسری حدیث اور صحیح بخاری اور دیگر حدیث کی کتب میں یہی حدیث صحیح ثابت ہے (اس کے حوالہ جات ان شاء اللہ آگے آرہے ہیں ۔) ، لیکن راوی بکیر بن مسمار والے الفاظ صحیح ثابت نہیں ہیں ، کیونکہ دوسرے حفاظ رواۃ صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور دیگر حدیث کی کتب میں ان الفاظ کے بغیر یہی حدیث روایت کرتے ہیں ، بہرحال بکیر بن مسمار راوی والے الفاظ سو فیصد غیر محفوظ ہیں ، ہم اپنے قارئین کرام کو مزید اس تفصیل کے سمجھنے کے لئے تین مثالیں دینے سے پہلے (ان تین مثالوں کی وضاحت آگے آرہی ہے) ، راوی بکیر بن مسمار کے بارے میں محدثین کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں :

علل و رجال اور جرح و تعدیل کے امام ، امام المحدثین امام بخاری بکیر بن مسمار کے بارے میں فرماتے ہیں :"فیه بعض النظر" (التاریخ الکبیر للبخاری : 2\100 ، 101 ، ت : 1881)

امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی نے '' بکیر بن مسمار '' کا ذکر "الضعفاء" میں کرنے کے بعد امام بخاری کی جرح نقل کی ہے کہ امام بخاری فرماتے ہیں :"فی حدیثه بعض النظر" (کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی : 1\432 ، 433 ، ت : 193 ، و اسناده صحیح)

امام ابن ابی حاتم نے '' بکیر بن مسمار '' کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے ۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 2\325 ، 326 ، ت : 1584) یعنی امام ابن ابی حاتم کو اس راوی کی توثیق نہیں ملی جیسا کہ انہوں نے خود اپنی کتاب میں ایسے راویوں کے متعلق وضاحت کی ہے ۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\324)

امام ابن حزم فرماتے ہیں : بکیر بن مسمار راوی ضعیف ہے ۔

(المحلی لابن حزم : 9\47)

امام ذہبی نے "المستدرك للحاكم : 3\ 358 ، ح 4766" کی تلخیص میں کہا ہے : اس میں راوی علی (بن ثابت) اور بکیر (بن مسمار) پر محدثین نے جرح کی ہے ، اسی طرح امام ذہبی نے بکیر بن مسمار کے متعلق کہا ہے: "فيه شيء" (الكاشف للذهبي : 1\ 110 ، ت : 655) امام ذہبی کا "المغني في الضعفاء" میں بکیر بن مسمار کے متعلق ، صدوق ، کہنا اپنے ہی ان اقوال کی روشنی میں منسوخ ہے یا تناقض کی صورت میں ساقط ہے جیسا کہ "ميزان الاعتدال للذهبي" میں امام ذہبی کے اپنے قول سے وضاحت ملتی ہے۔

تنبیہ: ......متساہلین ومتاخرین کی اس راوی کی توثیق کرنا قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ ہم اپنی پہلی تین قسطوں میں وضاحت کر چکے ہیں نیز امام نسائی کا اس راوی کی توثیق کرنا صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

مثال نمبر (1):......امام مسلم رحمہ اللہ (204 ہجری، 261 ہجری) نے صحیح مسلم میں کتاب الصلوٰۃ میں ایک حدیث بیان کی ہے، لیکن اس حدیث میں یہ الفاظ "و اذا قـــرا فـانـصتوا" غیر محفوظ ہیں یعنی صحیح ثابت نہیں ہیں، جبکہ اصل حدیث صحیح مسلم والی بالکل صحیح ہے، صرف اس حدیث میں یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں ، اس کے متعلق مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیں: علل ورجال کے امام، امام یحیٰی بن معین ان الفاظ "اذا قرا فانصتوا" کے متعلق فرماتے ہیں: یہ کچھ بھی نہیں اور یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ (تاريخ يحيٰى بن معين : 1\ 338 ، ت : 2236)

مثال نمبر (2):......امام ابوحاتم رازی ان الفاظ "فاذا قرا فانصتوا" کے متعلق فرماتے ہیں: یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں یعنی ثابت نہیں ہیں۔ (علل الحديث لابن ابي حاتم : 1\ 425 ، ح : 465)

مثال نمبر (3):......امام المحدثین امام بخاری ان الفاظ "و اذا قرا فانصتوا"

کے متعلق فرماتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہیں۔

(التاریخ الکبیر للبخاری : 8\350 ، ت : 331)

مثال نمبر (4):......امام ابوداود فرماتے ہیں: یہ الفاظ "فاذا قرا فانصتوا" غیر محفوظ ہیں۔(سنن ابی داود مع عون المعبود : 3\182)

مثال نمبر (5):......علل ورجال کے امام دارقطنی ان الفاظ "اذا قرا فانصتوا" کے متعلق فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔(العلل للدارقطنی : 8\187 ، ح : 1501)

مثال نمبر (6):......امام ابوالفضل محمد بن ابوالحسین احمد (متوفی، 317 ہجری) فرماتے ہیں: یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔(علل احادیث فی صحیح مسلم لابن عمار : صفحہ ، 73 ، ح : 10)

مثال نمبر (7):......امام ابوعلی الحسین بن علی النیسابوری (277 ہجری، 349 ہجری) فرماتے ہیں: یہ الفاظ راوی کا وہم ہے یعنی یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں۔(القراء ة خلف الامام للبیہقی : صفحہ ، 131 ، ح : 310 ، و اسنادہ صحیح)

مثال نمبر (8):......امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی فرماتے ہیں: یہ الفاظ "اذا قرا فانصتوا" غیر محفوظ ہیں یعنی ثابت نہیں۔(معرفة السنن والآثار للبیہقی : 3\125)

مثال نمبر (9):......صحیح بخاری: حدیث نمبر، 3570، 7517، میں اور صحیح مسلم میں کتاب الایمان باب الاسرآء رسول اللہ ﷺ الی السموت وفرض الصلوت کے تحت ایک حدیث بیان ہوئی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بالکل صحیح ہے لیکن اس حدیث میں صرف چند الفاظ کسی راوی کے وہم یا خطا یا کسی اور علت کی وجہ سے غیر محفوظ ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں: "جآء ہ ثلثہ نفر قبل ان یوحی الیہ" اگر قارئین کرام پوری حدیث

پڑھے تو ان الفاظ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آپ ﷺ کو معراج آپ پر وحی آنے سے پہلے ہوئی جبکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے، حالانکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث مزید کئی سندوں سے دونوں کتب میں آئی ہے (ان احادیث میں یہ غیر محفوظ الفاظ نہیں ہیں)، بہر حال یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں لہٰذا بکیر بن مسمار راوی تو ویسے ہی متکلم فیہ ہے اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے، لیکن ہمارے قارئین کرام ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متصل مسند مرفوع تمام احادیث صحیح ہیں، چند الفاظ کے غیر ثابت ہونے سے، اصل حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مثال نمبر (10):......ایک حدیث مسند احمد: 6\269، ح: 26370، واسنادہ ضعیف) وغیرہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہوئی ہے، اس روایت کا مفہوم یہ ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو ہم ان کی طرف مشغول ہو گئے اور جو آیات رجم اور بڑی عمر کے شخص کو دس گھونٹ دودھ پلانے والی رضاعت کے متعلق آیت نازل ہوئی تھی جو میرے گھر میں چارپائی کے نیچے ایک کاغذ میں لکھی پڑی تھی تو ایک بکری آئی اور اسے کھا گئی۔۔ یہ روایت ضعیف ہے، حالانکہ اس روایت کو بیان کرنے والا راوی محمد بن اسحاق صدوق وحسن الحدیث ہے، لیکن اس کی یہ روایت اس کے تفرد کی وجہ سے منکر (ضعیف) ہے، کیونکہ نبی ﷺ کی بیماری والا قصہ صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہوا ہے، لیکن اس منکر روایت کو صرف ابن اسحاق بیان کرتا ہے اور اس کے متن میں نکارت ہے۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

تنبیہ: ......مرزا جہلمی اپنے اندر چھپی خباثت سے جو کچھ راوی بکیر بن مسمار کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہتا ہے وہ چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے، کیونکہ بکیر بن مسمار والی روایت کے وہ الفاظ صحیح ثابت نہیں ہیں۔۔ اور صحیح مسلم کی وہی حدیث ان غیر ثابت الفاظ

کے بغیر دوسری سندوں سے صحیح ثابت ہے، تفصیل سے پڑھنے کے لئے دیکھے۔(صحیح مسلم : 6222 ، 6223 ، 6217 ، 6218 ، 6261 ، و صحیح بخاری : 3701 ، 4416) وغیرہ ، راقم کا اتنی لمبی تفصیل دینے کا مقصد ہے کہ ہمارے قارئین کرام کو بات سمجھنے میں آسانی ہو اور صحیح مسلم کا حوالہ دیکھ کر مرزا جہلمی کے دھوکے اور فریب میں نہ آجائے ، جیسا کہ تفصیل گزشتہ صفحات پر بیان ہو چکی ہے۔

مرزا جہلمی کا فریب و دجل

مرزا جہلمی لکھتا ہے : صحابیت کے سوا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے۔اس کے متعلق ہم ایک حدیث تو اپنی تیسری قسط میں صحیح بخاری سے نقل کر آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بحری بیڑے پر جہاد کرنے والوں کے لئے بشارت دی تھی جن میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ، لیکن مرزا جہلمی کو اپنی رافضیت کے موافق ضعیف حدیث ، سخت ضعیف حدیث ہو ، صرف وہی روایات ہی نظر آتی ہیں ، باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عدوات کی وجہ سے صحیح حدیث کو چھپا لیتا ہے ، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آج ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں دوسری حدیث بیان کر رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا : اے اللہ، اسے ہادی (ہدایت کرنے والا) مہدی (ہدایت یافتہ) بنا دے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔(الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم : 2\358 ، ح : 1129 ، و التاریخ الکبیر للبخاری : 5\240 ، ح : 791 ، و سنن ترمذی : 3842 ، و اسنادہ صحیح)

سند کی تحقیق : عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ یہ صحابی رسول ہیں۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 5\333 ، ت : 1296)

ربیعۃ بن یزید: یہ راوی صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ وغیرہ کا مشہور راوی ہے، (1) :امام محمد بن سعد نے فرمایا: ربیعہ بن یزید ''ثقہ'' ہے۔ (طبقات ابن سعد : 7\322 ، ت : 3901) ، (2) : امام یعقوب بن سفیان نے فرمایا : ربیعہ بن یزید شامی ''ثقہ'' ہے۔ (المعرفة والتاريخ الفسوى : 2\273)، (3) :امام احمد بن صالح عجلی نے فرمایا: ربیعہ بن یزید ''ثقۃ'' ہے۔ (كتاب الثقات للعجلى : صفحه ، 159 ، ت : 437)، (4): امام محمد بن عبداللہ بن عمار نے فرمایا: ربیعہ بن یزید ''ثقۃ لوگوں میں سے ہے''۔ (5) اور امام یعقوب بن شیبۃ نے فرمایا: ربیعہ بن یزید ''ثقۃ'' ہے۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر : 72\ 198) وغیرہ

سعید بن عبدالعزیز: یہ راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کا مشہور راوی ہے۔ (1) : امام احمد بن حنبل نے فرمایا: سعید بن عبدالعزیز ''ثقة'' ہے۔ (العلل و معرفة الرجال لاحمد : 2\ 70 ، 71 ، ت : 2538) ، (2، 3) : امام یحییٰ بن معین اور امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں : سعید بن عبدالعزیز ''ثقة'' ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابى حاتم : 4\42 ، 34 ، ت : 184 ، و اسناده صحيح)

(4) : امام محمد بن سعد نے فرمایا: سعید بن عبدالعزیز ''ثقة'' ہے۔ ان شاءاللہ (طبقات ابن سعد : 7\324 ، ت : 3913)، (5) : امام احمد بن صالح العجلی نے فرمایا: سعید بن عبدالعزیز ''ثقة'' ہے۔ (كتاب الثقات للعجلى : صفحه ، 186 ، ت : 556) وغیرہ

مروان بن محمد : یہ راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کا مشہور راوی ہے : (1، 2) : امام ابن شاہین نے اس راوی کا ''الثقات'' میں کرنے کے بعد کہا ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: مروان بن محمد ''ثقة'' ہے۔ (تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين : صفحه ، 431 ، ت : 1357)، (3) : امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: مروان بن محمد ''ثقة'' ہے۔ (الجرح

والتعدیل لابن ابی حاتم : 8\314 ، ت : 1257) وغیرہ

تنبیہ نمبر (1):......سعید بن عبدالعزیز کو اختلاط ہو گیا تھا، لیکن مروان بن محمد نے سعید بن عبدالعزیز سے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے اور مروان بن محمد کی روایت سعید بن عبدالعزیز سے ''صحیح مسلم'' میں ہے۔ الحمدللہ۔ (صحیح مسلم : حدیث نمبر ، 1043) نیز یہی حدیث ابومسہر عبدالاعلی بن مسھر الدمشقی نے بھی سعید بن عبدالعزیز سے بیان کی ہے اور راقم کی تحقیق میں ابومسہر عبدالاعلی بن مسھر نے بھی سعید بن عبدالعزیز سے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے اور ابومسہر عبدالاعلی بن مسھر راوی صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کا مشہور راوی ہے اور امام یحییٰ بن معین اور ابوحاتم رازی نے ابومسہر عبدالاعلی بن مسھر کو ''ثقة'' کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 6\37 ، 38 ، ت : 153 ، واسنادہ صحیح)

تنبیہ نمبر (2):......اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی صحیح کہا ہے، لیکن مرزا جہلمی اپنی مکاری کی وجہ سے اس کو چھپا گیا ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے بڑی تفصیلی وضاحت سے دلائل کے ساتھ اس حدیث کی تصحیح ثابت کی ہے۔

(سلسلة الاحادیث الصحیحة : 4\615 تا 618 ، ح : 1969)

تنبیہ نمبر (3):......مرزا جہلمی نے تقلید کرتے ہوئے جو شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ کے درج بالا حدیث کے متعلق اقوال نقل کئے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے ک بکیر بن مسمار والی سند کا پہلا ٹکڑا جو ہم شروع میں نقل کر چکے ہیں وہ بکیر بن مسمار راوی پر جرح اور تفرد و نکارت کی وجہ سے صحیح ثابت نہیں ہے جیسا کہ اس کے متعلق تفصیلی دلائل شروع میں بیان ہو چکے ہیں اور پہلی سند عبدالرحمٰن بن سابط والی میں انقطاع ہے جیسا کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے اس کے متعلق بھی وضاحت شروع میں بیان ہو چکی ہے لہٰذا اس حدیث کا پہلا حصہ اصول حدیث و

اصول محدثین ضعیف ہے۔۔الحمدللہ

کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر چشمہ حواب پر کتے بھونکنے والی روایت صحیح ہے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر............ میں حدیث نمبر، 12، صفحہ 4، 5'' پر لکھا ہے: مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے لشکر کے ہمراہ بنو عامر کے گھاٹ پر پہنچیں تو وہاں کتے بھونکنے لگے، تو آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا: یہ کونسا چشمہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ چشمہ حواب ہے، یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر تو میں ضرور واپس ہی جاوں گی اس فیصلہ پر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں آگے بڑھنا چاہئے تا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر مسلمانوں میں اتحاد کی کوئی راہ نکل سکے (اور وہ فتنہ وانتشار ختم ہو جائے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سے جنم لے چکا تھا) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ ایک دن مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ غیبی خبر دیتے ہوئے افسوس کی حالت میں) ارشاد فرمایا تھا: تم (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) میں سے کسی ایک (زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا) کی حالت اس وقت کیسی ہو گی، جب کہ اس پر مقام حواب کے کتے بھونکیں گے؟ (مسند احمد: 6\52، 97، ح: 24299، 24698، السلسلة الصحيحة: 474، قال الشيخ الالبانی و الشيخ الارنووط: اسناده صحيح)

قارئین کرام: یہ حدیث مسند احمد کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آتی ہے۔

(مصنف ابن ابی شيبة: 15\258، ح: 38926، و مسند اسحاق بن راهوية: 3\891، ح: 1569، و كتاب الفتن لنعيم بن حماد المروزی: 1\83، ح: 188، و مسند ابی يعلی: 8\282، ح: 4868، و صحيح ابن حبان: 15\126، ح: 6732، و الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 4\320، ت: 1152، و المستدرك للحاكم: 4\211، ح: 4613، و دلائل النبوة للبيهقی: 6\410، و اسناده ضعيف)

یہ حدیث دو علّتوں کی وجہ سے ضعیف ہے، وضاحت پیش خدمت ہے۔

پہلی علت:......اس روایت کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ قیس بن ابی حازم جنگ جمل میں موجود نہیں تھے، جب علل حدیث وعلم رجال کے ماہر امام، امام علی بن عبداللہ المدینی ؒ سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا قیس بن ابی حازم جنگ جمل میں موجود تھے؟ تو اس کے جواب میں امام علی بن عبداللہ المدینی ؒ (161 ہجری، 234 ہجری) نے فرمایا: نہیں۔

(كتاب العلل لابن المديني : صفحه ، 50 ، ت : 46)

دوسری علت:......قیس بن ابی حازم راوی ثقہ ہے لیکن قیس بن ابی حازم کی یہ روایت ان کی منکر (ضعیف) روایات میں سے ہے، جیسا کہ علل ورجال کے ماہر آئمہ نے فرمایا ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں: امام علی بن عبداللہ المدینی ؒ بیان کرتے ہیں کہ علم الرجال وجرح وتعدیل کے امام، امام یحییٰ بن سعید القطان ؒ (120 ہجری، 198 ہجری) فرماتے ہیں: قیس بن ابی حازم منکر الحدیث ہے، پھر امام یحییٰ بن سعید القطان ؒ نے قیس بن ابی حازم کی منکر حدیثوں کا ذکر کیا اور اس میں یہ حدیث ''کلاب الحواب'' حواب کے مقام پر کتے بھونکنے والی حدیث بھی شامل تھی۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر : 49\464 ، و اسناده صحيح)

امام یعقوب بن شیبۃ السدوسی ؒ (182 ہجری، 262 ہجری) نے قیس بن ابی حازم کی توثیق کرنے کے بعد فرمایا: قیس بن ابی حازم کی (بعض) حدیثیں منکر ہیں یعنی اس نے بعض منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔ الخ۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر : 49\462 ، و اسناده صحيح)

مرزا صاحب نے اس روایت کے متعلق یہ تو لکھ دیا کہ اس روایت کی سند کو شیخ البانی ؒ اور شیخ شعیب الارنووط نے صحیح کہا ہے لیکن خود اس روایت کی سند کی تحقیق کرنے کی زحمت نہیں کی حالانکہ مرزا صاحب کی اپنی نظر میں یہ دبنگ نعرہ ہے۔ نہ میں وہابی نہ میں بابی،

میں ہوں مسلم علمی کتابی۔ مرزا صاحب کو اپنے اس نعرے کی تو پاسداری کرنی چاہیے تھی۔
بہرحال شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ شعیب الارنووط کے قول علل و رجال کے امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ اور جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ اور امام یعقوب بن شیبہ السدوسی رحمہ اللہ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، مرزا صاحب بھی یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ ہم بابوں کے اقوال یعنی موجودہ بزرگوں کے اقوال کے پابند نہیں ہیں، بلکہ ہم اصول حدیث و متقدمین محدثین کے اصولوں کے پابند ہیں۔

کیا یہ حدیث کہ میری ایک بیوی پر حواب کے کتے نکلیں گے اور اُس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل و غارت ہوگی، صحیح ہے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کے حقیقی پس منظر............ میں حدیث نمبر، 12 کے تحت ہی صفحہ نمبر 5 ''، پر لکھا ہے: مجمع الزوائد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ارشاد فرمایا: کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کون سی بیوی ایک ایسے اونٹ پر سوار ہوگی کہ جس (اونٹ) کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہوں گے۔ حواب کے کتے نکلیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل و غارت ہوگی اور وہ بال بال بچ جائے گی۔ (مجمع الزوائد: 7\163، ح: 12026، قال الامام الهيثمي: رواه مسند البزار و رجاله ثقات، قال الشيخ غلام مصطفى ظهير فی السنة ـ 70: اسناده صحيح)

قارئین کرام: یہ حدیث درج ذیل کتب میں آتی ہے: (مصنف ابن ابی شيبة: 15\264، ح: 38940، و مسند البزار: 2\166، ح: 4777، و مشكل الآثار للطحاوی: 14\265، ح: 5611، و الاحاديث المختارة المقدسی: 12\160، ح: 179، و اسناده ضعيف)

یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے جیسا کہ علل حدیث و رجال کے ماہر آئمہ نے کہا ہے،

وضاحت ملاحظہ فرمائیں : درج بالا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق علل حدیث و رجال کے امام، امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : یہ حدیث عصام راوی کے علاوہ روایت نہیں کی گئی اور یہ حدیث ''منکر (ضعیف)'' ہے۔اوراسی حدیث کے متعلق امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے علل حدیث و رجال کے امام ابوزرعۃ رازی رحمہ اللہ سے پوچھا : تو امام ابوزرعۃ رازی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے اس طریق کے علاوہ اس حدیث کو روایت نہیں کیا گیا۔(علل الحديث لابن ابی حاتم : 3\284 ، 285 ، ح : 2787)

مرزا صاحب نے جو امام ہیثمی کا قول نقل کیا ہے:''رجالہ ثقات'' اس کے متعلق عرض ہے کہ مدرسے میں پڑھنے والا ایک عام طالب علم یہ بات بخوبی جانتا ہے، کہ سند کے تمام راویوں کے ثقہ ہونے سے ضروری نہیں کہ حدیث صحیح ہو، کیونکہ سند میں انقطاع ہوسکتا ہے یا کوئی راوی مدلس ہوسکتا ہے یا وہ حدیث شاذ ہوسکتی ہے یا وہ حدیث منکر ہوسکتی ہے وغیرہ، اس لئے صرف رجال کے ثقہ ہونے سے کوئی حدیث صحیح یا حسن نہیں ہوتی ۔ اور امام ھیثمی (735 ہجری، 807 ہجری) تو حنفی ہیں اور آٹھویں صدی ہجری کے ہیں لہٰذا ان کے قول کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ دوسری طرف اس حدیث کو علل و رجال کے ماہر امام، امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (195 ہجری، 277 ہجری) اور امام ابوزرعۃ رازی رحمہ اللہ (200 ہجری، 264 ہجری) منکر (ضعیف) کہہ رہے ہیں اور رہا قول محقق العصر الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر حفظہ اللہ کا تو شیخ محترم کا یہ پرانا موقف تھا جیسا کہ شیخ محترم کی ایک مہینہ قبل اس حدیث کے متعلق تحقیق آئی ہے کہ اس حدیث کو علل و محقق ائمہ نے ''منکر'' کہا ہے۔تفصیل شیخ محترم کی تحریر میں پڑھ لیں۔امید ہے ان شاء اللہ اب مرزا صاحب بھی رجوع کر لیں گے۔

کیا یہ حدیث اے علی رضی اللہ عنہ عنقریب تمہارے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک معاملہ ہوگا، صحیح ہے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کے حقیقی پس منظر............ میں حدیث نمبر، 12

کے تحت ہی صفحہ نمبر، 5 '' پر لکھا ہے: مسند احمد اور مجمع الزوائد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو رفع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یاد رکھنا اے علی، عنقریب تمہارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک (رنجش والا) معاملہ ہوگا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا میرے ساتھ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو میں بڑا بد بخت ہوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ جب ایسا ہوگا تو تم اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اس کی پناہ گاہ تک پہنچا دینا۔ (مسند احمد: 6\393، ح: 27242، مجمع الزوائد: 7\163، ح: 12024، قال الامام الهيثمي: رواه مسند احمد و البزار و الطبراني و رجاله ثقات)

قارئین کرام: یہ حدیث مسند احمد کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آتی ہے: (مسند البزار: 9\326، ح: 3881، و مشيخة يعقوب بن سفيان الفسوي: صفحه، 51، ح: 46، و مشكل الآثار للطحاوي: 14\267، ح: 5612، 5513، و المعجم الكبير للطبراني: 1\332، ح: 995، و اسناده ضعيف)

یہ حدیث دو علّتوں کی وجہ سے ضعیف ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

پہلی علت:...... ابو اسماء مولی آل جعفر راوی مجہول ہے اس راوی کا ذکر امام المحدثین امام بخاری نے ''بغیر جرح و تعدیل'' کے کیا ہے۔ (التاريخ الكبير للبخاري: 8\318، ت: 22) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے۔ اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح و تعدیل'' کے کیا ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابي حاتم: 9\399، ت: 1470) اور ایسا راوی بھی مجہول ہی ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے وضاحت کی ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابي حاتم: 1\324) اس کی تفصیل تیسری قسط میں گزر چکی ہے لہٰذا وہاں پر دوبارہ پڑھ لیں۔ نیز متساہلین و متاخرین کی توثیق علل حدیث و رجال کے ماہر امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ہے۔

دوسری علت :...... فضیل بن سلیمان راوی ضعیف ہے ، مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔

(1، 2، 3) جرح وتعدیل کے امام یحیٰ بن معین نے فرمایا: فضیل بن سلیمان النمیری ثقہ نہیں ہے ، امام ابوحاتم رازی نے فرمایا : فضیل بن سلیمان قوی نہیں ہے اس کی حدیث (متابعت) میں لکھی جائے گی، اور امام ابوزرعۃ رازی نے فرمایا : فضیل بن سلیمان حدیث میں کمزور ہے ۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 7\96 ، ت : 413 ، و تاریخ یحییٰ بن معین : 2\192 ، ت : 4481)

(4) امام نسائی نے فرمایا: فضیل بن سلیمان قوی نہیں ہے ۔(الضعفاء والمتروکین للنسائی : ت : 494) مزید امام نسائی نے فرمایا: فضیل بن سلیمان نے منکر حدیثیں بیان کیں ہیں ۔(السنن الکبری للنسائی : 4\21)

(5) امام عبدالرحمٰن بن مہدی، فضیل بن سلیمان سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ۔
(سوالات الآجری : 332 ، یہ کتاب امام ابوداؤد کی طرف منسوب ہے۔)

(6) امام ابن عدی نے فضیل بن سلیمان کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے ۔(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : 7\129 ، ت : 1566) وغیرہ

تنبیہ: ......امام مسلم نے فضیل بن سلیمان سے متابعت میں صرف دو حدیث لی ہیں، اصول میں اس سے حدیث نہیں لی لہٰذا یہ راوی امام مسلم کے نزدیک بھی قابل اعتماد نہیں ہے اسی طرح امام بخاری نے بھی فضیل بن سلیمان سے احادیث متابعت میں لی ہیں ، اصول میں حدیث نہیں لی ، نویں صدی ہجری کے امام ابن حجر عسقلانی نے فضیل بن سلیمان کے متعلق کہا : صدوق ، اس نے کثرت کے ساتھ غلطیاں کیں ہیں۔۔تو مرزا صاحب کے قابل اعتماد الشیخ شعیب الارنووط نے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا ردّ کرتے ہوئے فضیل بن سلیمان کے متعلق لکھا ہے:"بـل : ضـعیف یـعتبـر بـہ فی المتابعات و الشواھد ، فقد

ضعفه ابن معين و ابوزرعة ، و ابوحاتم ، و الآجری ، و النسائی ، وصالح جزرة ، و ابن قانع" ......الخ (تحریر تقریب التهذیب : 3\162 ، ت : 5427) نیز مرزا صاحب نے جو آٹھویں صدی ہجری کے امام ھیثمی حنفی کا قول نقل کیا ہے : "رجاله ثقات" تو اس کے متعلق کچھ وضاحت تو پیچھے گزر چکی ہے مزید یہ عرض ہے کہ امام یحیٰی بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعۃ رازی، امام نسائی وغیرہ کی جرح کے مقابلے میں آٹھویں صدی ہجری کے حنفی امام ھیثمی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہوگیا ہے، صحیح ہے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کے حقیقی پس منظر۔۔۔۔ میں حدیث نمبر، 12 کے تحت ،صفحہ، 5'' پر لکھا ہے: المصنف ابن ابی شیبة کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہوگیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبة : 37772 ، قال الشيخ الالبانی : اسناده صحيح)

یہ روایت مصنف ابن ابی شیبۃ کے علاوہ "طبقات ابن سعد : 8\74 ، و المستدرك للحاكم : 4\7 ، ح : 6717" میں بھی آتی ہے، لیکن یہ روایت دوعلّتوں کی وجہ سے ضعیف ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

پہلی علت:...... ان تمام کتب کی سند میں، اسماعیل بن ابی خالد راوی ہے اور یہ مدلس ہے تمام کتب میں "عن" سے روایت کر رہا ہے کسی بھی کتاب میں سماع کی صراحت نہیں۔ اس کے مدلس ہونے کی تفصیل کے لئے پڑھے: (كتاب العلل و معرفة الرجال لاحمد ابن حنبل : 3\30 ، ح : 4933 ، و الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 2\116 ، و

اسنادہ صحیح ، و تاریخ الثقات للعجلی : صفحہ ، 64 ، ت : 84) وغیرہ

دوسری علت:...... یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے بھی ضعیف ہے ، ہم مرزا صاحب کی نقل کردہ روایت کا ترجمہ ہی پیش کر رہے ہیں ، ملاحظہ فرمائیں : سیدنا عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے بھانجے) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مجھے ان ہستیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے میری سوکنوں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ساتھ بقیع غرقد میں دفنانا ، میں ان (تینوں عظیم ہستیوں) کے ذریعے اپنی شان نہیں بڑھانا چاہتی۔ (صحیح بخاری : 1391)

مرزا صاحب نے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ایک جھوٹ باندھا:

ہم نے شروع میں جو پہلی روایت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی نقل کی ہے یہ مرزا صاحب کے مطابق یہ ان کی تحریر ''اکتوبر 2017 عیسوی'' کی ہے جیسا کہ ان کے ریسرچ پیپر کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے ، لیکن آج کل جو مرزا صاحب کی ایک ویڈیو ان کے لنک پر موجود ہے اس میں انہوں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ایک جھوٹ اور بہتان لگایا ہے۔۔ مرزا صاحب ویڈیو میں کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب چشمہ حواب پر کتے بھونکے تو واپس جانا چاہتی تھی لیکن سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ انہیں بھلا پھسلا کر لے گئے (نعوذ باللّٰہ من ذالك) ، حالانکہ مرزا صاحب کی ہم نے اوپر روایت نقل کی ہے اس میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ذکر تک نہیں ہے بلکہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے اور معاذ اللہ انہوں نے بھی یہ الفاظ نہیں کہے وہ ویڈیو ہمارے پاس موجود ہے جو بھائی بطور ثبوت دیکھنا چاہئے تو ہم سے رابطہ کر لے۔

کیا یہ روایت کہ تم لوگ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے ہو؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر .... میں حدیث نمبر ، 41 ، صفحہ نمبر ، 20'' پر لکھا ہے : سنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے : سیدنا ابوبکر بن خالد تابعی

رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعد بن مالک (ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ملنے گیا تو وہ ہم سے پوچھنے لگے کہ: میں نے سنا ہے کہ تم لوگ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیا واقعی آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے متعلق ایسی بات سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے، شاید تم نے بھی انہیں گالی دی ہوگی؟ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی پناہ، (کہ ہم نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی۔) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کبھی گالی نہ دینا۔ بیشک اگر میری مانگ (یعنی سر کے درمیانے حصے) پر آرا بھی رکھ دیا جائے (یعنی مجھے انکار کرنے پر اپنی جان چلے جانے کا خوف ہو اور مجھے مجبور کیا جائے) کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دوں تو میں پھر بھی انہیں گالی نہیں دوں گا کیونکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں) بہت کچھ سن رکھا ہے۔ (سنن نسائی الکبری: 8477، قال الشیخ غلام مصطفی فی خصائص علی: اسنادہ صحیح)

یہ حدیث السنن الکبری للنسائی کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آتی ہے:

(مصنف ابن ابی شیبۃ: 12\80، ح: 32785، و التاریخ الکبیر للبخاری: 9\323، ت: 71، و خصائص علی للنسائی: صفحہ، 112، ح: 92، و کتاب السنۃ لابن ابی عاصم: 2\242، ح: 1352، و مسند ابی یعلی: 2\114، ح: 777، و مسند سعد بن ابی وقاص: صفحہ، ح: 112، و الاحادیث المختارۃ للضیاء المقدسی: 3\273، 274، ح: 1077، 1078، و اسنادہ ضعیف)

قارئین کرام: یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ ان تمام کتب کی سند میں ''ابوبکر بن خالد ابن عرفطۃ'' راوی ''مجہول الحال'' ہے۔ امام المحدثین امام بخاری نے اس راوی کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: 9\323، ت: 71) اور ایسا راوی مجہول ہی ہوتا ہے اور اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے بھی اس راوی کا ذکر جرح وتعدیل

کے بغیر کیا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 9\404 ، ت : 1508) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم کی اپنی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\324) قارئین کرام کی مزید تسلی کے لئے محدث العصر فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کا کسی راوی پر سکوت کرنے کے متعلق تفصیلی علمی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا راوی مجہول ہی ہوتا ہے تفصیل کے لئے پڑھے : (ضوابط الجرح والتعدیل : صفحہ ، 63 تا 66)

تنبیہ نمبر (1)...... قارئین کرام متاخر ساتویں صدی ہجری کے امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد المقدسی (المتوفی ، 643 ہجری) کا اپنی کتاب "الاحادیث المختارۃ" میں ابوبکر بن خالد راوی سے روایت بیان کرنے سے کوئی دھوکا نہ کھائیں ، اسی طرح نویں صدی ہجری کے امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی ، 852 ہجری) کا اس راوی کو ''مقبول'' کہنا قابل اعتماد نہیں ہے ، کیونکہ امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کے مقابلے میں ان دونوں بزرگوں کے اقوال کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے ، بلکہ مرزا صاحب کے نزدیک قابل اعتماد الشیخ شعیب الارنووط نے بھی امام ابن حجر عسقلانی کے قول ''مقبول'' کا ردّ کرتے ہوئے ، ابوبکر بن خالد بن عرفطۃ ، راوی کے متعلق کہا ہے : بلکہ یہ راوی مجہول الحال ہے ، اس سے صرف دو راوی روایت کرتے ہیں اور صرف ابن حبان نے اس کا ذکر الثقات میں کیا ہے۔ (تحریر تقریب التهذيب : 4\156 ، ت : 7964) راقم کہتا ہے کہ مجھے امام ابن حبان کی الثقات میں اس راوی کے حالات نہیں ملے۔ واللہ اعلم بالصواب ، بہرحال اگر امام ابن حبان نے ذکر کیا بھی ہے تو امام ابن حبان مشہور متساہل ہیں ان کی توثیق قابل اعتماد نہیں ہے ہم صرف آگے ایک قول ذکر کر رہے ہیں جو اس کے متعلق تفصیلی ردّ پڑھنا چاہے وہ راقم کی کتاب ''اصول حدیث واصول تخریج : صفحہ ، 341 تا 366 ، اور صفحہ ، 390 تا 416'' کا مطالعہ کریں۔ مرزا صاحب کے نزدیک قابل اعتماد محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ ایک حدیث پر

تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں : امام ابن حبان اس راوی کی توثیق میں متساہل ہیں ، اس لئے کہ ابن حبان کثرت کے ساتھ مجہول راویوں کو ثقہ قرار دے دیتے ہیں ، یہاں تک کہ بعض ایسے رواۃ جن کے بارے میں وہ خود صراحت کرتے ہیں کہ ان رواۃ کا مجھے کچھ علم نہیں کہ وہ کون ہیں ؟ اور نہ ان کے والد کا علم ہے کہ کون ہے ؟ ان کی بھی توثیق کر دیتے ہیں نیز ابن حبان کی طرح امام حاکم بھی متساہل ہیں یہ بات ان لوگوں (اہل علم) پر مخفی نہیں جو رجال اور تراجم کے فن سے گہرا رابطہ رکھتے ہیں ۔ البتہ ابن حبان نے اس راوی کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے لیکن اس بارہ میں ابن حبان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ایسے راویوں کو جن کی جرح پر اطلاع نہیں ہے ، ثقہ روایوں میں ذکر کر دیتا ہے لیکن ابن حبان کا اس کو ثقہ راویوں میں ذکر کرنا دیگر ائمہ محدثین کے نزدیک اس راوی کو مجہول راویوں کی فہرست سے نہیں نکال سکتا ، چنانچہ امام بن حجر عسقلانی نے ،لسان المیز ان ، میں ابن حبان کے شذوذ کا ردّ کیا ہے ۔

(الاحادیث الضعیفة للالبانی : 1\71 ، 72)

تنبیہ نمبر (2)......امام بن حجر عسقلانی نے اپنی اس اصطلاح ''مقبول'' کے متعلق ،تقریب التہذیب کے مقدمہ، میں وضاحت کی ہے کہ اگر ایسے راوی کی متابعت ہے تو پھر ،مقبول ، ورنہ وہ راوی ''لین الحدیث'' ہے ، اور مذکورہ روایت میں ابوبکر بن خالد راوی کی متابعت نہیں ہے لہٰذا یہ راوی امام ابن حجر عسقلانی کے اپنے بیان کردہ اصول کے تحت ''لین الحدیث'' ہے ۔ الحمدللہ

تنبیہ نمبر (3)......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس راوی کے متعلق یہ فرمانا : "یروی عنه" (کتاب العلل و معرفة الرجال لاحمد : 2\331 ، ت : 4372) یہ عام طالب بھی جانتا ہے کہ یہ اس راوی کی توثیق نہیں ہے ۔ ۔ والحمدللہ ، علاوہ ازیں شیخ محترم غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ کا اس روایت کی سند کو صحیح کہنا تو شیخ محترم کی یہ بات اصول حدیث و متقدمین محدثین امام بخاری اور اور امام ابن ابی حاتم کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ہے ۔

کیا ایک گھوڑ سوار کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والی روایت صحیح ہے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر .... میں حدیث نمبر، 41 کی دوسری حدیث، صفحہ نمبر، 20'' پر لکھا ہے: المستدرك للحاكم کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس بن ابی حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھوم پھر رہا تھا اسی دوران جب میں احجار زیت (نامی جگہ پر) پہنچا تو دیکھا کہ لوگ ایک گھوڑا سوار کے گرد جمع ہیں اور وہ گھوڑا سوار سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں بک رہا ہے اور وہ لوگ (اس گستاخ گھوڑا سوار کو منع کرنے کی بجائے) اس کے گرد مجمع لگائے کھڑے ہیں۔ اسی دوران اتفاقاً سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے اور پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ شخص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔ (نعوذ باللّٰه من ذالك) اس پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو لوگوں نے (احترام میں) ان کے لئے راستہ کھلا کر دیا اور وہ اس شخص کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے شخص تو کس بنا پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے؟ (اے گستاخ مجھے بتا) کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے پہلے مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والی شخصیت نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والی شخصیت نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے بڑھ کر علم رکھنے والی شخصیت نہیں تھے؟ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) مزید فضائل ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے رشتے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہیں تھے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار (جھنڈا اٹھانے والے) نہیں تھے؟ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ قبلہ کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے اللہ تعالیٰ، یہ شخص تیرے ولیوں میں سے ایک ولی کو گالیاں بک رہا ہے، اس ہجوم کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے اسے اپنی

قدرت کا مظاہرہ دکھا دے۔ سیدنا قیس بن ابو حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں : ہم ابھی منتشر بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس (گستاخ سوار) کو سواری (زمین میں) دھنسنے لگی اور اس کی سواری نے اس کو کھوپڑی کے بل پتھروں پر پٹخ دیا، جس کی وجہ سے اس (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گستاخ سوار) کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ (المستدرك للحاكم : 6121 ، قال الامام حاکم و الامام ذهبی : اسناده صحیح)

قارئین کرام درج بالا روایت تین علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی علت:......اس روایت کی سند میں اسماعیل بن ابی خالد راوی مدلس ہے اور ''عن'' سے روایت کر رہا ہے، اس راوی کے مدلس ہونے کے دلائل کے لئے پڑھے: (کتاب العلل و معرفة الرجال لاحمد : 3\30 ، ت : 4933 ، و الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 2\116 ، ت : 589 ، و تاريخ الثقات للعجلی : صفحه ، 64 ، ت : 84) وغیرہ

دوسری علت:...... اس روایت کی سند میں ''سفیان بن عیینہ'' راوی مدلس ہے، اور ''عن'' سے روایت کر رہا ہے، اس راوی کے مدلس ہونے کے دلائل کے لئے پڑھے: (کتاب العلل و معرفة الرجال لاحمد : 1\187 ، 191 ، 192 ، ح : 163 ، 176 ، و العلل و معرفة الرجال لاحمد : 2\257 ، 261 ، ح : 2175 ، 2190 ، و اسناده صحيح ، و علل الحديث لابن ابی حاتم : 1\231 ، 232 ، ح : 60 ، و المعرفة والتاريخ الفسوی : 3\12 ، و تاريخ الثقات للعجلی : صفحه ، 195 ، ت : 578) وغیرہ

تیسری علت:......اس راویت کی سند میں ''الحسن بن علی بن زیاد السری'' راوی مجہول ہے، متساہل امام حاکم کی توثیق قابل حجت نہیں ہے کیونکہ امام حاکم کا تساہل مشہور ہے، یہاں تک کہ جھوٹی و من گھڑت احادیث کو صحیح کہہ دیتے ہیں اور متاخر آٹھویں صدی ہجری کے امام ذہبی کی توثیق بھی قابل حجت نہیں ہے، متساہلین و متاخرین کے متعلق تردید کا حوالہ تنبیہ نمبر، 1

، کے تحت گزر چکا ہے۔

تنبیہ نمبر (1)......اگر مرزا صاحب کہے کہ اسماعیل بن ابی خالد اور سفیان بن عیینہ قلیل التدلیس ہیں اور ان کی معنعن روایت قابل حجت ہے تو ان سے عرض ہے کہ بعض الناس نے یہ خود ساختہ اصول اپنایا ہوا ہے کہ کثیر التدلیس کی عن والی روایت قبول نہیں اور قلیل التدلیس کی عن والی روایت قابل حجت ہے، بعض الناس کا یہ خود ساختہ اصول متقدمین محدثین میں سے کسی سے بھی صراحتاً ثابت نہیں ہے، قلیل التدلیس کے اس خود ساختہ اصول کے ردّ کے لئے راقم کی کتاب ''اصول حدیث و اصول تخریج: صفحہ، 400 تا 409، اور صفحہ، 416، 417'' کا مطالعہ کریں، نیز راقم کے استاذ محترم محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس خود ساختہ اصول کا تفصیلاً زبردست ردّ کیا ہے۔ (مقالات: 6\201 تا 248)

تنبیہ نمبر (2)......اگر مرزا صاحب یہ کہے کہ امام ابن حجر عسقلانی (773ھ، 852ھ) نے اسماعیل بن ابی خالد اور سفیان بن عیینہ کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے لہٰذا اس طبقہ کی عن والی روایت قابل حجت ہے، تو ان سے عرض ہے کہ نویں صدی ہجری کے امام ابن حجر عسقلانی نے مدلسین کے جو طبقات بنائے ہیں وہ متقدمین محدثین و اصول حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے غلط اور مردود ہیں، اختصار کے پیش نظر پاکستان کے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا اس ضمن میں ایک قول پیش خدمت ہے۔ شیخ محمد رفیق حفظہ اللہ (مدرس جامعہ دارالحدیث محمدیہ ملتان) نے شیخ حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ) سے طبقات المدلسین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اصل تو یہی ہے کہ روایت مردود ہو گی، طبقات تو بعد کی پیداوار ہیں پہلے محدثین میں یہی طریق چلتا رہا ہے کہ سماع کی تصریح مل جائے یا متابعت ہو تو مقبول، ورنہ مردود، یہ فلاں طبقہ اور فلاں طبقہ اس کی ضرورت نہیں، یہ تو بعد کے علماء کی اپنی طبقات ہیں، یہ کوئی پکا اصول نہیں ہے۔ حافظ صاحب نے مزید فرمایا: جی ہاں، یہی سیدھا اور پکا اصول ہے، طبقات سے پہلے والے محدثین والا کہ مدلس کا عنعنہ مردود ہے۔ (رسالہ الحدیث

حضرو: شمارہ نمبر، 95، صفحہ نمبر: 97) مزید تفصیل کے لئے راقم کے استاذ محترم محدث العصر شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (1957ء، 2013ء) کے "مقالات: 4\166" وغیرہ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

تنبیہ نمبر (3)......اگر مرزا صاحب یہ کہے کہ سفیان بن عیینہ صرف ثقہ سے تدلیس کرتے تھے تو اس کے متعلق عرض ہے، ہم نے جو سفیان بن عیینہ کے مدلس ہونے کے حوالے دیئے ہیں اس میں سفیان بن عیینہ کا مجہول راوی اور مدلس راوی سے تدلیس کرنا ثابت ہے، بلکہ سفیان بن عیینہ کا ضعیف اور متروک راویوں سے بھی تدلیس کرنا ثابت ہے، بہر حال تفصیل سے وضاحت کرنے کا موقع محل نہیں ہے۔ پھر بھی مرزا صاحب کی مزید تسلی کے لئے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں: "حدثنا سفيان بن عيينه عن جامع بن ابى راشد عن ابى وائل قال حذيفة مرفوعاً ، لا اعتكاف الا فى المساجد الثلاثة" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مساجد کے علاوہ (کسی مسجد میں) اعتکاف نہیں ہے۔(مشكل الآثار للطحاوى : 7\201 ، ح : 2771 ، و اخبار مكة للفاكهى : 2\149 ، ح : 1334 ، السنن الكبرى للبيهقى : 4\316) وغيره

یہ حدیث اصول حدیث کی روشنی میں سفیان بن عیینہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے کسی کتاب میں سماع کی تصریح موجود نہیں ہے لیکن اگر اب بھی مرزا صاحب سفیان بن عیینہ کو مدلس نہیں سمجھتے تو ان کو ان تین مساجد کے علاوہ اعتکاف نہ بیٹھنے کا فتویٰ دینا چاہیے، ویسے بھی متقدمین محدثین نے جب سفیان بن عیینہ کو مدلس کہہ دیا ہے تو پھر کسی کی بات کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

مرزا صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ آپ کی تحریر کا موضوع ہے، کربلا کا حقیقی پس منظر، لیکن دونوں روایات کا اس موضوع سے کوئی تعلق ہی نہیں اور پھر یہ دونوں روایات صحیح بھی نہیں ، بات پھر وہی ہے کہ مرزا صاحب کو لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق محبت ختم کر کے نفرت پیدا کرنی ہے حالانکہ ان دونوں روایات میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

کا نہ ذکر ہے اور نہ کسی قسم کا کوئی تعلق ہے۔ہم اپنی تیسری قسط میں ایک قول ذکر کر کے آے تھے اسے دوبارہ اب یہاں بیان کر رہا ہوں تاکہ مرزا صاحب کی اصلاح ہو جائے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین ، تبع تابعین اور محدثین کے طریقے سے ہٹے ہوئے ہیں ، وہ قول ملاحظہ فرمائیں : امام ابن ھانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہتا ہے، کیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: اس شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور نہ ہی اس شخص کی عزت کی جا سکتی ہے۔

(موسوعة اقوال للامام احمد ابن حنبل : 4\ 396 ، ت : 4306)

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا: کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بُرا بھلا کہتا ہے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں ،تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ شخص (دین) اسلام پر نہیں ہے۔ (السنة ابی بکر بن الخلال : 2\ 327 ، ت : 792)

مفسر قرآن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں:

ثقہ تابعی ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ،مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ امیرالمومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک رکعت وتر پڑھے ہیں تو مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے صحیح کیا ہے، وہ فقیہ ہیں۔ (صحیح بخاری:3765)

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے تھے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر ....میں حدیث نمبر، 31 ،کی آخری حدیث ،صفحہ نمبر 15 پر لکھا ہے: مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن بریدہ

تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملنے گئے ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرشی نشست (یعنی قالین) پر بٹھایا، پھر کھانا لایا گیا جو ہم نے تناول کیا، پھر ہمارے سامنے ایک مشروب لایا گیا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پینے کے بعد (وہ مشروب والا برتن) میرے والد کو پکڑا دیا تو انہوں (سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب سے اس مشروب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اسے نوش نہیں کیا ۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے : میں قریشی نوجوانوں میں سے سب سے حسین ترین اور خوبصورت دانتوں والا نوجوان تھا اور جوانی کے ان دنوں میرے لئے دودھ اچھے قصہ گو آدمی سے بڑھ کر کوئی چیز لذت آور نہیں ہوتی تھی ۔ (مسند احمد : جلد ۔ 5 ، صفحه ، 347 ، حديث : 22991 ، قال الشيخ زبير على زئى و الشيخ شعيب الارنووط : اسناده صحيح)

قارئین کرام : نمبر : (1) اس حدیث کی اسنادی حیثیت پر تبصرہ ان شاء اللہ آگے آ رہا ہے، لیکن اس سے پہلے ہم اس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس حدیث کے ترجمے میں بریکٹس میں اپنی طرف سے اضافے کئے ہیں، جو عربی متن میں نہیں ہیں (نعوذ بالله من ذالك) ، لہٰذا عربی متن ملاحظہ فرمائیں: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164ھ،241ھ) فرماتے ہیں: ثنا زيد بن الحباب ، حدثنى حسين ، ثنا عبدالله بن بريدة قال : دخلت انا و ابى على معاوية فاجلسنا على الفرش ، ثم اتينا بالطعام فاكلنا ، ثم اتينا بالشراب فشرب معاوية ، ثم ناول ابى ، ثم قال : ما شربته منذ حرمه رسول الله ﷺ ، ثم قال معاوية : كنت اجمل شباب قريش و اجوده ثغرا ، و ما شىء كنت اجد له لذة كما كنت اجده و انا شباب غير اللبن او انسان حسن الحديث يحدثنى . (مسند احمد : 5\347 ، ح : 22991 ، و اسناده ضعيف)

قارئین کرام: اس حدیث کے عربی متن میں یہ بات موجود نہیں ہے کہ سیدنا بریدۃ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا جب سے اس مشروب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اسے نوش نہیں کیا عربی متن میں صرف یہ الفاظ ہیں: ''ثم قال'' پھر اُس نے کہا اور یہ اُس سے مراد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں لہٰذا حدیث کا صحیح ترجمہ یوں ہے ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشروب (دودھ) پینے کے بعد برتن سیدنا بریدۃ رضی اللہ عنہ کو پکڑاتے ہوئے فرمایا: جب سے اُس مشروب کو رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اسے نوش نہیں کیا۔''
الغرض سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مجلس میں جس مشروب کو پیا تھا وہ دودھ تھا جیسا کہ مسند احمد کی حدیث کے آخر میں دودھ کے الفاظ کا ذکر موجود ہے اور اسی دودھ کے برتن کو سیدنا بریدۃ رضی اللہ عنہ کو پکڑاتے ہوئے مذکورہ بالا بات کہی تھی یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں دودھ کے شوقین تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد بھی دودھ کے شوقین تھے جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبۃ کی روایت میں اس بات کی وضاحت ہے ملاحظہ فرمائیں: امام ابن ابی شیبۃ رحمہ اللہ (159 ھ،235ھ) فرماتے ہیں: حدثنا زيد بن الحباب ، عن حسين بن واقد ، قال : حدثنا عبدالله بن بريدة قال : دخلت انا و ابى على معاويه فاجلس ابى على السرير و اتى بالطعام فطعمنا و اتى بشراب فشرب ، فقال معاوية : ما شىء كنت استلذه و انا شاب فاخذه اليوم الا اللبن ، فانى آخذه كما كنت آخذه قبل اليوم ، والحديث الحسن ۔ (مصنف ابن ابى شيبة : 9\98 ، ح : 31201 ، و اسناده ضعيف)

قارئین کرام: اس حدیث کی سند اور مسند احمد کی روایت کی سند ایک ہی ہے، مصنف ابن ابی شیبۃ کی اس روایت کے ان لفظوں ''فقال معاوية : ما شىء كنت استلذه و انا شاب فاخذه اليوم الا اللبن ، فانى آخذه كما كنت آخذه قبل اليوم'' کو دوبارہ پڑھ لیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے جوانی میں دودھ سے زیادہ کچھ پسند نہ

تھا اور آج بھی میں دودھ لے رہا ہوں جیسا کہ آج سے قبل بھی میں دودھ ہی لیتا تھا لہٰذا مصنف ابن ابی شیبۃ کی روایت میں اس مشروب کے لئے دودھ کے الفاظ واضح طور پر موجود ہیں۔

تنبیہ:......مسند احمد کی روایت میں شراب کا جو لفظ ہے، مرزا صاحب نے اس کا ترجمہ اُردو میں بھی شراب کیا ہے حالانکہ ایک عام طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ عربی زبان میں شراب کے لئے خمر کا لفظ آتا ہے نہ کہ شراب کا۔ اُردو میں شراب کے لئے شراب کا لفظ آتا ہے، عربی زبان میں شراب کس کو کہتے ہیں، بطور مثال ایک حدیث پیش خدمت ہے: امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة و زهير بن حرب قالا حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمه عن ثابت عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال لقد سقيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بقد حی هذا الشراب كله ، العسل و النبيذ و الماء و اللبن (صحيح مسلم : 2008 ، و مسند احمد : 3\247 ، و مسند عبد بن حميد : 1307 ، وغيره) ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اس برتن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی شراب یعنی مشروب پلایا ہے، شہد اور نبیذ اور پانی اور دودھ۔ تو اس حدیث کے مطابق عربی زبان میں شراب سے مراد مشروب یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ ہوتا ہے لیکن مرزا صاحب کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض کی انتہا دیکھیے کہ مسند احمد کی اس ضعیف روایت کے ترجمے میں ڈنڈی مارتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے تھے اور دوسرا اُردو میں شراب کے لئے شراب کے لفظ کو عربی زبان میں ٹھونس دیا جب کہ عربی زبان میں شراب کے لئے خمر کا لفظ آتا ہے جیسا کہ تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ والحمد للہ

(2)...... قارئین کرام: یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں: علل حدیث وعلم الرجال کے امام، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164 ھ، 241 ھ) فرماتے ہیں:

عبداللہ بن بریدۃ سے حسین بن واقد راوی نے جو روایات بیان کی ہیں وہ منکر (ضعیف) ہیں۔ (العلل و معرفة الرجال لاحمد : 1\ 323 ، ح : 1420)

قارئین کرام: مذکورہ روایت حسین بن واقد حدثنا عبداللہ بن بریدۃ ہی ہے۔ الحمدللہ

تنبیہ: ......مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند کو شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور شیخ شعیب الارنووط نے صحیح کہا ہے تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ دونوں بزرگ تو موجودہ دور کے ہیں اور مرزا صاحب آپ تو ویسے بھی بابی نہیں ہیں یعنی موجودہ بزرگوں کی بات آپ کے نزدیک قابل حجت نہیں ہے بلکہ آپ تو محدثین کے اصول کی پیروی کرنے والے ہیں لہٰذا علل حدیث و رجال کے ماہر امام، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جرح مفسر کے مقابلے میں ان دونوں بزرگوں کے قول قابل قبول نہیں ہیں اور مرزا صاحب آپ کم از کم اپنے نعرے کا بھی بھرم رکھ لیں جو آپ کہتے ہیں کہ ''نہ میں وہابی نہ میں بابی، میں ہوں مسلم علمی کتابی'' تو ہم نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس روایت کا منکر یعنی ضعیف ہونا ثابت کر دیا ہے، اب مرزا صاحب آپ سے امید ہے کہ آپ رجوع کر لیں گے۔۔ ان شاء اللہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

ثقہ تبع تابعی معافی بن عمران الازدی رحمہ اللہ (المتوفی : 185 ھ) سے پوچھا گیا کہ (سیدنا) معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا (خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (61 ھ، 101 ھ) ، تو معافی بن عمران رحمہ اللہ نے فرمایا: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی کی مثل سات سو (700) بھی ہوں تو (سیدنا) معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ (السنة لابی بکر الخلال : 2\ 435 ، ح : 664 ، و اسناده صحیح)

کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی تھی؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر .... حدیث نمبر، 45، کی آخری حدیث، صفحہ نمبر : 23 پر لکھا ہے : مسند ابی یعلی ، المعجم الصغیر اور سنن نسائی الکبری کی

حدیث میں ہے: سیدنا ابوعبداللہ جدلی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (انتہائی دکھی ہو کر) مجھ سے فرمانے لگیں: کیا رسول اللہ ﷺ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یہ (انتہائی گستاخانہ اور قبیح فعل) کیونکر ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان سے محبت کرنے والوں کو گالیاں نہیں دی جاتیں؟ (جب کہ) میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اُن سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ (یعنی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبروں پہ گالیاں دینا حقیقت میں رسول اللہ ﷺ پہ گالیاں بکنے کے مترادف ہے۔) (نعوذ باللّٰه من ذالك) (مسند ابی یعلی: 7013 ، قال الشیخ زبیر علی زئی فی مشکوۃ تحت الحدیث 6101 ، اسناده صحیح ، المعجم الصغیر للطبرانی: 822 ، سنن نسائی الکبری: 8476 ، قال الشیخ غلام مصطفی ظهیر امن پوری فی خصاص علی تحت الحدیث 8476 ، اسناده صحیح)

قارئین کرام: اس حدیث کی اسنادی حیثیت پر تفصیلی تبصرے سے پہلے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو سنن نسائی الکبری: 8476 ، کا حوالہ دیا ہے، انہوں نے غلطی کی ہے کیونکہ اس روایت کی سند اور مسند ابی یعلی اور المعجم الصغیر کی سند الگ الگ ہے (دونوں سندیں ضعیف ہیں تفصیل آگے آرہی ہے) اور یہ حدیث مسند ابی یعلی اور المعجم الصغیر کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آتی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: 23 \ 322 ، ح: 738 ، و المعجم الاوسط للطبرانی: 6 \ 74 ، ح: 5832 ، و المعجم لابن المقری: 1 \ 91 ، ح: 202 ، و تاریخ بغداد للخطیب البغدادی: 7 \ 413 ، ت: 3943 ، و تاریخ دمشق لابن عساکر: 42 \ 266 ، 267 ، و اسناده ضعیف)

درج بالا حدیث دو علّتوں کی وجہ سے ضعیف ہے، اس کی سند اور اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

پہلی سند:...... حدثنا ابو خيثمة حدثنا عبيدالله بن موسىٰ حدثنا

عیسیٰ بن عبدالرحمن عن ، السدی (یہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمۃ السدی ابومحمد القرشی الکوفی راوی ہے)، عن ابی عبداللہ الجدلی قال قالت ام سلمۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا .... الخ

پہلی علت:...... یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ السدی یعنی اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی راوی کا ابوعبداللہ الجدلی راوی سے سماع و ملاقات ثابت نہیں ہے، جیسا کہ امام المزی رحمہ اللہ نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی راوی کے اساتذہ میں ابوعبداللہ الجدلی راوی کا ذکر نہیں کیا (تھذیب الکمال للمزی : 2\190 ، 191 ، ت : 456) اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کے اساتذہ میں ابوعبداللہ الجدلی راوی کا ذکر نہیں کیا۔ (تھذیب التھذیب لابن حجر : 1\294 ، ت : 573) اور متقدمین محدثین میں امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے اساتذہ میں ابوعبداللہ الجدلی کا ذکر نہیں کیا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری : 1\339 ، ت : 1145) اسی طرح امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس کے اساتذہ میں ابوعبداللہ الجدلی کا ذکر نہیں کیا۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\124 ، ت : 625)

تنبیہ نمبر 1:...... شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ نے اس روایت کی سند کو جو صحیح کہا ہے، مرزا صاحب نے یہ دوسری غلطی کی ہے کیونکہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ: 3\538، ح: 6101، از تحقیق شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ) نیز ان دونوں بزرگوں نے صرف دونوں راویوں کے ہم عصر ہونے کی بنا پر کہا ہے۔ واللہ اعلم، لیکن علمی دنیا میں یہ دلیل قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ اہل علم اس کے متعلق بخوبی جانتے ہیں، اس کی بیسیوں مثالیں اسماء الرجال اور جرح و تعدیل کی کتب میں ملتی ہیں، یہ تفصیل کا موقع محل نہیں ہے بہرحال متقدمین محدثین اور متاخرین محدثین نے

اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی راوی کے اساتذہ میں ابوعبداللہ الجدلی راوی کا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا یہ حدیث عدم سماع و ملاقات کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تنبیہ نمبر 2:......اگر اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی کی ابوعبداللہ الجدلی سے ملاقات ثابت ہوتی تو تب بھی یہ حدیث صحیح نہیں، اگرچہ اسماعیل السدی راوی پر امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، امام الجوزجانی وغیرہ نے جرح کی ہے لیکن اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی راوی صدوق وحسن الحدیث ہے، ایسے صدوق راوی کی منفرد روایت منکر یعنی ضعیف ہوتی ہے

تنبیہ نمبر 3:......اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی راوی کی ابوعبداللہ الجدلی راوی سے تمام کتب احادیث میں صرف یہی ایک حدیث ہے (یعنی السدی عن ابوعبداللہ الجدلی) اور اس ایک روایت کی حقیقت آپ کے سامنے ہے

دوسری علت: ابوعبداللہ الجدلی راوی کا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع و ملاقات ثابت نہیں ہے، راقم الحروف کی تحقیق میں ابوعبداللہ الجدلی کی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے صرف دو روایتیں مروی ہے۔ واللہ اعلم، ایک یہ مذکورہ ضعیف روایت اور دوسری حدیث تو سخت ضعیف ہے۔ (کیونکہ اس سند میں متروک اور ضعیف راوی ہیں) ابوعبداللہ الجدلی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرنا ثابت ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر متقدمین محدثین نے کہا ہے، لیکن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع و ملاقات صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ نمبر 4:......راقم کی تحقیق میں ابوعبداللہ الجدلی راوی "ثقة" ہے یہ سنن ابی داود اور سنن ترمذی وغیرہ کا راوی ہے لیکن اس کے متعلق کچھ محدثین کی رائے قابل غور ہے (یعنی ایسے راوی کا تفرد جس روایت میں ہو وہ قابل تفتیش ہے)، ان محدثین کی وضاحت پیش خدمت ہے:

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ (168 ھ، 230 ھ) فرماتے ہیں: ابوعبداللہ الجدلی کو حدیث

میں ضعیف کہا جاتا ہے اور یہ شدید قسم کا شیعہ تھا۔ (طبقات ابن سعد : 6\246)

امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ابوعبداللہ الجدلی شیعہ تھا اور بغض رکھنے والا شخص تھا اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ (میـــزان الاعتـــدال لـلذهبی : 4\544 ، ت : 10357) اور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔ (الـجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 6\112 ، ت : 484 ، و اسناده صحيح)

تنبیہ نمبر 5:......امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کا یہ کہنا : ابـو عبـدالـله الجدلی روى عـن خذيمة بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔۔۔۔الخ۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ عام طالب علم بھی جانتا ہے یہ سماع و ملاقات کی دلیل نہیں ہوتی اور یہی معاملہ متاخرین محدثین کا ہے۔ بہرحال جب اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی کی راوی ابوعبداللہ الجدلی سے سماع و ملاقات ثابت نہیں ہے تو ابوعبداللہ الجدلی کا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع و ملاقات کیسے ثابت ہوسکتا ہے؟ یقیناً نہیں ثابت ہوسکتا، لہٰذا یہ روایت دو علّتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اس حدیث کی مزید سندوں کے متعلق مفصل تفصیلی تحقیق پیش خدمت ہے تاکہ مرزا صاحب کی اوران کے فالورز کی مکمل تسلی ہو سکے۔ ان شاء اللہ

دوسری سند:......حـدثـنـا يحيىٰ بن ابی بكير قال حدثنا اسرائيل عن ، ابـى اسـحـاق عن ، ابى عبدالله الجدلى قال دخلت على ام سلمة رضی اللہ عنہا .... الخ ۔

(مسند احمد : 6\323 ، ح : 26791 ، و فـضائل الصحابة لاحمد : 2\594 ، ح : 1011 ، و مـصـنف ابن ابى شيبة : 2\76 ، ح : 32776 ، و السـنـن الكبرى للنسائى : 5\133 ، ح : 8476 ، و خـصـاص على للنسائى : صفحه ، 111 ، ح : 91 ، و المعجم الكبير للطبرانى : 23\322 ، ح : 737 ، و المستدرك الحاكم : 4\

211 ، ح : 4615 ، و الشریعة للآجری : 4\193 ، ح : 1491 ، و تاریخ دمشق لابن عساکر : 42\266 ، و اسناده ضعیف)

درج بالا حدیث کی سند میں ابو اسحاق راوی مدلس ہے اور ''عن'' سے روایت کر رہا ہے کسی کتاب میں سماع کی صراحت نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ ابو اسحاق السبیعی راوی کے مدلس ہونے کے لئے تفصیلی دلائل پڑھے۔ (المعرفة والتاریخ الفسوی : 3\12 ، 14 ، و صحیح ابن خزیمة : 2\278 ، ح : 1096 ، و الائزامات و التتبع للدارقطنی : صفحه ، 363 ، و موسوعة اقوال الدارقطنی : 2\494 ، و معرفة علوم الحدیث للحاکم : صفحه ، 105 ، و کتاب المجروحین لابن حبان : 1\92 ، و السنن الکبری للبیهقی : 6\137 ، و جامع التحصیل العلائی : صفحه ، 108 ، و الاسماء المدلیسن الحلبی : صفحه ، 160 ، و تعریف اهل التقدلیس لابن حجر : صفحه ، 146) وغیرهم

تنبیہ: ......اس راوی کے مدلس ہونے کے دلائل پڑھنے کے لئے راقم کی کتاب اصول حدیث و اصول تخریج: صفحہ، 189، 190'' کا مطالعہ کریں۔

تیسری سند:......حدثنا ابو جعفر محمد بن علی الکوفی قال حدثنا عباد بن یعقوب قال حدثنا عمرو بن ثابت قال حدثنا یزید بن ابی زیاد عن ، عبدالرحمن بن اخی زید بن ارقم قال دخلت علی ام سلمة ام المومنین رضی اللہ عنہا ...... الخ ۔

(الشریعة للآجری 4\2058 ، ح : 1536 ، و المعجم الاوسط للطبرانی : 1\110 ، ح : 344 ، و تاریخ دمشق لابن عساکر : 42\265 ، 266 ، و اسناده ضعیف جداً)

پہلی علت: عبدالرحمٰن بن اخی زید بن ارقم راوی کے حالات راقم الحروف کو اسماء الرجال

کی کتب میں نہیں ملے ۔۔ واللہ اعلم

دوسری علت : یزید بن ابی زیاد راوی شیعہ تھا ، جمہور محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور عمر کے آخری حصہ میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا ۔ (الکواکب النیرات لابن الکیال : صفحہ ، 509 ، 510) اور یہ مدلس بھی تھا ۔ (الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین : صفحہ ، 66) اور مذکورہ روایت میں یہ ''عن'' سے روایت کر رہا ہے ، اس نے تاریخ دمشق میں سماع کی صراحت کی ہے لیکن وہ یزید بن ابی زیاد تک سند صحیح نہیں ہے لہٰذا اس کی روایت میں تدلیس موجود ہے ، اختصار کی وجہ سے محدثین کی اس پر جرح کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے ۔

(1)......امام احمد بن حنبل نے فرمایا : یہ حافظ نہیں ہے اور حدیث میں قوی نہیں ہے یہ کچھ چیز نہیں ہے ۔ (العلل و معرفة الرجال لاحمد : 1\369 ، و 2\484 ، و 3\465)

(2)......امام یحیٰ بن معین نے فرمایا : یہ قابل حجت نہیں ہے اور ضعیف الحدیث ہے ۔ (سوالات ابن الجنید : 929) امام یحیٰ بن معین نے فرمایا : اس کی حدیث میں کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ (الضعفاء والکذابین لابن شاهین : 702)

(3)......امام نسائی نے فرمایا : اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہے ۔ (السنن الکبری للنسائی : کتاب الصیام باب الحجامة للصائم)

(4)......امام الجوزجانی نے فرمایا : میں نے محدثین کو سنا ، وہ اس کو حدیث میں ضعیف کہتے تھے ۔ (احوال الرجال للجوزجانی : 135)

(5،6،7)......امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا : یزید بن ابی زیاد کی حدیث کو ترک کر دو ، امام وکیع بن جراح نے فرمایا : یہ کچھ چیز نہیں ہے ، امام علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا : ''ضعف امره'' (الضعفاء الکبیر للعقیلی : 4\380 ، و اسانید صحاح)

اس راوی تفصیلی جرح پڑھنے کے لئے راقم کی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'': صفحہ، 252 تا 254'' پڑھے۔

تیسری علت:...... عمرو بن ثابت بن ھرمز ابو المقدام راوی رافضی شیعہ تھا، اور ثقہ راویوں سے موضوع (جھوٹی) حدیثیں روایت کرتا تھا، اختصار کی وجہ سے محدثین کی اس پر جرح کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے۔

(1، 2، 3، 4)...... امام عبداللہ بن مبارک نے عمرو بن ثابت کی حدیث کو ترک کر دیا تھا اور امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے اور نہ ہی قابل اعتماد ہے امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے اس کی حدیث لکھی جائے گی یہ بُری رائے والا اور شدید قسم کا شیعہ تھا، اور امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 6\ 223، ت: 1239، و اسانید صحاح)

(5)...... امام نسائی نے فرمایا: یہ متروک الحدیث ہے۔ (الضعفاء والمتروکین للنسائی: 449)

(6)...... امام محمد بن سعد نے فرمایا: محدثین کہتے ہیں: عمرو حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے اور محدثین اس کی رائے اور ضعف کی وجہ سے اس کی حدیثوں کو نہیں لکھتے تھے اور یہ راوی غالی شیعہ تھا۔ (طبقات ابن سعد: 6\ 383)

(7)...... امام ابن حبان نے فرمایا: یہ ثقہ روایوں سے موضوع (جھوٹی) حدیثیں روایت کرتا تھا لہٰذا اس اعتبار سے اس سے روایت حلال نہیں ہے۔ (کتاب المجروحین لابن حبان: 2\ 76، ت 625)

لہٰذا اس روایت کی سند تین علتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ باطل ومردود ہے۔

چوتھی سند:...... حدثنا ابو جعفر احمد بن عبید الحافظ بھمدان ثنا احمد بن موسیٰ بن اسحاق التیمی ثنا جندل بن والق ثنا بکیر بن

عثمان البجلی قال سمعت ابا اسحاق التیمی سمعت ابا عبدالله الجدلی یقول : ـ ـ ـ ـ ـ ـ الخ

(المستدرك الحاکم : 3\130 ، ح : 4616 ، و اسناده ضعیف جداً بل غیر ثابت)

اس روایت کی سند چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بل غیر ثابت ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے اس حدیث کے متن میں کچھ مزید اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی کو گالی دی (یہ ترجمہ مرزا صاحب کے فہم کے مطابق کیا ہے اس کی وضاحت ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں آئے گی) اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی ۔ (نعوذ بالله من ذالك)

پہلی علت:...... بکیر بن عثمان راوی مجہول ہے کیونکہ امام ابن ابی حاتم نے اس راوی کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے ۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 2\330 ، ت 1599) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے وضاحت کی ہے ۔ (الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم : 1\324) ، بلکہ شیخ شعیب الارنووط اور شیخ عادل مرشد بھی کہتے ہیں: بکیر بن عثمان مجہول ہے ۔ (مسند احمد : 44\329 ، ح 26748 ، از تحقیق : شیخ شعیب الارنووط ، شیخ عادل مرشد)

دوسری علت:...... جندل بن والق راوی بھی مجہول ہے کیونکہ امام بخاری نے اس راوی کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے ۔ (التاریخ الکبیر للبخاری : 2\246 ، ت : 2345) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت پچھلی قسطوں میں گذر چکی ہے اور امام ابو حاتم رازی نے اس راوی کو ''صدوق'' کہا ہے یہ توثیق نہیں ہوتی بلکہ ایسا راوی بھی مجہول ہوتا ہے ۔ دیکھیں (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\324)

تنبیہ نمبر 1:...... امام ابن حجر عسقلانی اور دیگر متاخرین محدثین نے اس راوی

کے متعلق کہا ہے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب الکنی میں کہا ہے کہ یہ راوی متروک الحدیث ہے لیکن راقم الحروف کو امام مسلم کی الکنی میں یہ ''متروک الحدیث'' والی جرح نہیں ملی۔ اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس راوی کو امام بزار نے کتاب السنن میں کہا ہے کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

متساہل و متاخرین محدثین کی اس راوی کی توثیق کرنا، متقدمین محدثین کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ہے اس کے تفصیلی ردّ کے لئے راقم کی کتاب "الضعفاء والمتروكين ": صفحہ، 61 تا 93'' پڑھے۔

تیسری علت:......احمد بن موسیٰ بن اسحاق التیمی راوی بھی مجہول ہے، متساہل و متاخرین محدثین کی توثیق قابل قبول نہیں ہے۔

چوتھی علت:...... ابوجعفر احمد بن عبید راوی بھی مجہول ہے، متاخرین محدثین کی توثیق قابل قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ وضاحت گذر چکی ہے۔ نوٹ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (صحیح و ضعیف الجامع الصغیر : 12393)

پانچویں سند:...... یہ طویل سند تاریخ دمشق لابن عساکر: 42\267'' میں ہے، اختصار کے پیش نظر صرف راویوں پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

پہلی علت:......محمد بن یعقوب بن یوسف راوی مجہول ہے، متساہل و متاخرین کی توثیق قابل قبول نہیں ہے۔

دوسری علت:......محمد بن الحسین بن ابی الحسین راوی بھی مجہول ہے، صرف اکیلے متساہل امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اور اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اکیلے امام ابن حبان کی توثیق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

تیسری علت:......راوی عمر یا عمرو کا تعین نہیں ہو سکا یہ راوی کون ہے اور نہ ہی اس کے شاگرد اسماعیل بن ابان الوراق کے ترجمہ میں اس کا ذکر ملتا ہے اور نہ ہی اس کے استاد

اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی کے ترجمہ میں اس کا ذکر ملتا ہے لہٰذا یہ راوی بھی مجہول ہے ۔

چوتھی علت :...... اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی کا قیس بن ابی حازم سے سماع و ملاقات ثابت نہیں ہے کیونکہ اسماعیل السدی کے اساتذہ میں قیس بن ابی حازم کا نام نہیں ہے اسی طرح قیس بن ابی حازم کے شاگردوں میں اسماعیل السدی کا نام نہیں ملتا۔۔

پانچویں علت :...... قیس بن ابی حازم کی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ثابت نہیں ہے ، جیسا کہ متقدمین محدثین کی اسماء الرجال کی کتب میں قیس بن ابی حازم اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ترجمہ پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہے ۔

نوٹ :...... اس سند میں قیس بن ابی حازم کا سمعت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نقل کرنا ، کسی مجہول راوی کا وہم ہے ۔

یہ حدیث پانچ علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت ہے ۔

اس حدیث کا شاہد '' معجم ابن عساکر : 1\448 ، ح : 540 '' میں ہے جو کہ چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ باطل و مردود ہے (ان علّتوں کی وضاحت آگے آ رہی ہے) اس حدیث کے متن میں طویل اضافہ ہے ، اختصار کے پیش نظر اس حدیث کا مفہوم پیش خدمت ہے ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : لوگوں تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہو (یہ ترجمہ مرزا صاحب کے فہم کے مطابق کیا گیا ہے) تمہارا ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی پس اس نے شرک کیا اور تمہارا ایسا کرنا (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا) رسول اللہ ﷺ کو بھی گالیاں دینا ہے (نعوذ باللّٰہ من ذالك) اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی پس اس نے کفر کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ، آپ ﷺ نے فرمایا : جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی ۔ الخ ۔

پہلی علت:...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی کا نام مبہم یعنی مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوسری علت:......علی بن حماد راوی کے استاد ''المنقری'' کا تعین نہیں ہو سکا کہ یہ کون سا راوی ہے لہٰذا یہ راوی مجہول ہے۔

تیسری علت:...... راقم الحروف کو علی بن حماد راوی کے حالات اسماء الرجال کی کتب میں نہیں ملے۔۔ واللہ اعلم

چوتھی علت:...... جندل بن والق راوی بھی مجہول ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اسی تحریر میں چوتھی سند کے تحت گذر چکی ہے۔

نوٹ: ......ایک سند ابو اسحاق السبیعی کے حوالے سے تاریخ دمشق لابن عساکر وغیرہ میں ہے جو کہ ابو اسحاق السبیعی کے اختلاط اور دوسرے راوی کے مجہول ہونے اور اس حدیث کے متن میں اضطراب واقع ہونے کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونے کا اعزاز

سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کاتب وحی رکھ لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ٹھیک ہے۔ (صحیح مسلم: 2501)

امام مسلم رحمہ اللہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کے متعلق فرماتے ہیں: ابوعبد الرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان، کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (کتاب الکنی والاسماء للمسلم ص 264، ت: 2013)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے سے ملاقات چھوڑ دینے کا حکم

ابو حارث احمد بن محمد بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امام احمد بن حنبل کو خط لکھ کر پوچھا کہ آپ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ کاتب

وحی مانتے ہیں اور نہ ہی "خـال المو منین" (یعنی مومنوں کے ماموں)، بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ لقب تلوار کے زور پر حاصل کیا ہے (یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر عظیم بہتان ہے) تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ انتہائی بُرا اور رڈی قول ہے، ایسے لوگوں سے بالکل دور رہا جائے اور نہ ان کے ساتھ میل جول رکھا جائے، بلکہ اس قسم کے لوگوں کا معاملہ عوام الناس کے سامنے واضح کیا جائے۔ (السنة لابی بکر بن الخلال : 2\434 ، ح : 659 ، و اسناده صحيح)

امام ھارون بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا: مجھے ایک علاقے سے خط آیا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے کہا ہے ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو "خـــال الـمـومـنیـن" (یعنی مومنوں کے ماموں) نہیں مانتے، تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ غصے میں آگئے اور فرمایا: اس لقب پر انہیں اعتراض کیا ہے؟ ایسے لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی جائے تاکہ وہ توبہ کرلیں۔ (السنة لابی بکر بن الخلال : 2\434 ، ح : 658 ، و اسناده صحيح)

کیا یہ روایت کہ پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنوامیہ سے ہوگا، صحیح ہے؟

محمد علی مرزا صاحب نے ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر۔۔۔۔۔۔حدیث نمبر، 54، صفحہ نمبر: 26'' پر لکھا ہے: الاوائل لابن ابی عاصم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اس کا تعلق بنوامیہ سے ہوگا۔ (الاوائل لابن ابی عاصم : 61 ، السلسلة الصحيحة : 1749 ، و اسناده ضعيف جداً بل غير ثابت)

قارئین کرام: اس حدیث کی سند پر مکمل تحقیق ان شاء اللہ آگے آرہی ہے، یہ حدیث مزید طویل اضافے کے ساتھ بھی بیان ہوئی ہے جسے ہمارے انتہائی محسن و مربی اور محدث

العصر الشیخ رحمہ اللہ نے غلطی سے ''حسـن لـذاتـہ'' کہا ہے جب کہ یہ حدیث اصول حدیث و محدثین سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت ہے لہذا ہم محدث العصر الشیخ رحمہ اللہ کی اسی حدیث کو نقل کر کے اس پر تفصیلی تحقیق پیش کر رہے ہیں تا کہ ہمارے محترم قارئین کرام کی مکمل تسلی ہو سکے، وضاحت پیش خدمت ہے:

پہلی سند:......حافظ ابن عساکر الدمشقی (المتوفی 571ھ) نے لکھا ہے: اخبـرنـا ابو سهـل مـحمد بن ابراهيم : انا ابو الفضل الرازى : انا جعفر بن عبدالله : انـا مـحـمـد بن هارون : نا محمد بن بشار : نا عبدالوهاب : نا عوف ثنا مهـاجـر ابو مخلد : حدثنى ابو العالية : ابو مسلم قال : غزا يزيد بن ابى سـفيان بالناس فغنموا فوقعت جارية نفيسة فى سهم رجل ، فاغتصبها يـزيـد ، فـاتـى الـرجل ابا ذر فاستعان به عليه فقال له : ردّ على الرجل جـاريته ، فتـلـكا عليه ثلاثاّ ، فقال : انى فعلت ذاك لقد سمعت رسول الله ﷺ يـقـول : اول مـن يبدل سنتى رجل من بنى امية ، يقال له يزيد فـقـال له يزيد بن ابى سفيان : نشدتك بالله انا منهم قال : لا ، قال : فردّ عـلـى الـرجل جاريته ۔ (تـاريخ دمشق : 65\ 249 ، 250 ، راقم کہتا ہے کہ اصول حدیث و محدثین یہ حدیث سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت ہے ۔)

ابومسلم (الجذمی) نے فرمایا: یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ مل کر (ایک) جہاد کیا پھر انہیں مال غنیمت حاصل ہوا تو ایک آدمی کے حصے میں ایک بہترین قیمتی لونڈی آئی پھر اس لونڈی کو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے قبضے میں لے لیا تو وہ آدمی ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کے خلاف تعاون کرنے کی درخواست کی پھر انہوں (ابوذر رضی اللہ عنہ) نے اُن (یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: اس آدمی کو اس کی لونڈی واپس دے دو تو انہوں نے تین دفعہ عذر پیش کیا پھر (ابوذر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے یہ اس لئے کیا ہے، کیونکہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری سنت کو سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک آدمی تبدیل کرے گا جسے یزید کہا جائے گا۔۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اُن (ابوذر رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: اللہ کی قسم: کیا میں وہ آدمی ہوں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر : 65\249 ، 250 ، و اسنادہ ضعیف جداً بل غیر ثابت)

قارئین کرام: اس حدیث کی سند چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل ومردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی علت:......اس کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ اس خاص روایت میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث کے متعلق ہی ذکر کرتے ہوئے امام العلل والرجال امام المحدثین امام بخاری فرماتے ہیں: اور معروف (معلوم اور ثابت شدہ بات) یہ ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ، امیر المومنین خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں شام میں تھے اور اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے امیر تھے اور سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور (18 ہجری) میں فوت ہو گئے تھے اور خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا معلوم نہیں ہے۔ (التاریخ الاوسط للبخاری : 1\127 ، ت : 130 ، و التاریخ الصغیر للبخاری : 1\70) امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے درج بالا حدیث کو مختصر ذکر کرنے کے بعد یہ بات کہی ہے نیز علل والجرح والتعدیل کے امام ابن ابی حاتم الرزای رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ 18 ھجری میں فوت ہوئے تھے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 9\271 ، ت : 1143) اسی طرح امام ابن سعد رحمہ اللہ (168ھ ،230ھ) نے فرمایا ہے کہ سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ 18 ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

(طبقات ابن سعد : 7\285)

دوسری علت:......ابو مسلم الجذمی راوی مجہول ہے کیونکہ امام المحدثین امام بخاری نے

اس راوی کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے۔(التاریخ الکبیر للبخاری : 8\379 ، ت : 13618) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے۔اور اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے بھی اس راوی کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 9\475 ، ت : 17832) اور ایسا راوی بھی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے وضاحت کی ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\324) نیز اس کے علاوہ علل و رجال اور جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین سے اسی حدیث کے متعلق پوچھا گیا، کیا ابو العالیہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔(**نوٹ**) یہ سند مرزا صاحب والی ہے جس کی مفصل تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ) تو امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: نہیں سنا ، ابو العالیہ نے صرف ابومسلم (الجذمی) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے، مزید امام یحییٰ بن معین کے شاگرد نے پوچھا کہ یہ ابومسلم (الجذمی) راوی کون ہے؟ تو امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: میں ابومسلم راوی کونہیں جانتا۔(تاریخ یحییٰ بن معین : 2\77 ، ت : 3467)

تنبیہ: ......قارئین کرام یہ بات ذہن نشین کرلیں اگر کسی معتبر محدث نے کسی راوی کی توثیق نہ کی ہو اور اس راوی کو امام یحییٰ بن معین نہ جانتے ہوں تو ایسا راوی مجہول ہوتا ہے، مختصر تفصیل پیش خدمت ہے : امام ابن عدی کہتے ہیں : جس راوی کو امام یحییٰ بن معین نہیں جانتے تو وہ راوی مشہور نہیں بلکہ مجہول ہوتا ہے۔(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : 3\473) اسی طرح امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین سے ایک راوی کے متعلق پوچھا گیا تو امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: میں اس راوی کو نہیں جانتا، تو اس کے بعد امام ابن ابی حاتم رازی کہتے ہیں یعنی وہ راوی مجہول ہے۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 8\20 ، ت : 13372 ، و اسنادہ صحیح) چنانچہ امام ابن ابی حاتم رازی بھی یہ بتا رہے ہیں کہ جس راوی کو علل و رجال کے امام یحییٰ بن معین نہیں جانتے وہ راوی مجہول ہوتا ہے۔اسی لئے اس علل و رجال اور جرح و تعدیل کے امام کا راویوں کے بارے میں فہم و

بصیرت کا بڑے بڑے محدثین نے اعتراف کیا ہے، اختصار کے پیش نظر صرف تین مثالیں پیش خدمت ہیں:

پہلی مثال: امام یحییٰ بن معین نے یوسف بن خالد السمتی البصری کے بارے میں فرمایا: یہ کذاب، خبیث ہے، اللہ کا دشمن اور بُرا شخص تھا، میں نے بصرہ میں اسے دیکھا ہے، اس سے حدیث روایت کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے، مزید امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ کذاب، خبیث ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ اس کے بعد امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام ابو حاتم رازی سے یوسف بن خالد السمتی کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے امام یحییٰ بن معین کا یوسف بن خالد کو زندیق کہنے کے متعلق انکار کیا، پھر ابوحاتم رازی کہتے ہیں: حتیٰ کہ امام یحییٰ بن معین میرے پاس ایک کتاب لے کر آے، جو یوسف بن خالد السمتی نے ایک ایک کر کے جہمیہ کے متعلق وضع کی تھی یعنی من گھڑت تھی۔ یوسف بن خالد راوی بروز قیامت میزان کا منکر تھا۔ چنانچہ امام ابوحاتم رازی فرماتے تھے کہ میں نے اچھی طرح جان لیا کہ بیشک امام یحییٰ بن معین بصیرت اور فہم پر ہی کسی راوی پر جرح کرتے ہیں (اور جس راوی کو امام یحییٰ بن معین نہ جانتے ہوں تو وہ راوی یقیناً مجہول ہوتا ہے) اس کے بعد امام ابن ابی حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحاتم رازی سے یوسف بن خالد کے متعلق پوچھا؟ یہ راوی کیسا ہے تو امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: یہ راوی حدیث میں گیا گزرہ ہے، اسی طرح امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ یوسف بن خالد راوی حدیث میں گیا گزرہ ہے، ضعیف الحدیث ہے اور اس کی حدیث کو چھوڑ دو۔۔۔۔الخ۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 9\ 271، 272، ت: 16580)

دوسری مثال: امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ہمارے پاس ایک شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس شان کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ کذاب راویوں کے جھوٹ کو ظاہر کرتا ہے اور وہ امام یحییٰ بن معین ہیں۔ (التاریخ البغداد للخطیب البغدادی: 14\ 185، ت: 7484، و

اسناده صحيح)

تیسری مثال: امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں امام یحییٰ بن معین (158ھ، 233ھ) مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جس تخت پر نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کو غسل دیا گیا تھا اس خادم سنت یعنی امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو بھی اسی تخت پر غسل دیا گیا (سبحان اللہ) جنازے میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد تھی اور ایک شخص یہ اعلان کر رہا تھا، یہ رسول اللہ ﷺ پر بولے جانے والے جھوٹ کی نشاندہی کرنے والے یحییٰ بن معین کا جنازہ ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم: 1\262)

تیسری علت:...... ابومخلد مھاجر بن مخلد مجہول راوی پر محدثین نے جرح کی ہے اور اس کنیت ابوخالد بھی بیان کی گئی ہے اس کے بارے میں وضاحت پیش خدمت ہے:

(1)...... امام المحدثین امام بخاری نے اس راوی کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: 7\258، ت: 10986) اور ایسا راوی مجھول ہوتا ہے جیسا کہ تفصیل گزشتہ قسطوں میں گزر چکی ہے۔

(2)...... امام ابوحاتم الرزای فرماتے ہیں یہ راوی حدیث میں کمزور ہے، قوی نہیں ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے، شیخ ہے اس کی حدیث (متابعت) میں لکھی جائے۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم: 8\299، ت: 14498)

تنبیہ:...... امام یحییٰ بن معین نے اس راوی کو صالح یعنی نیک کہا ہے لیکن یہ توثیق نہیں ہوتی جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں اور مقدمہ صحیح مسلم میں ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں: جتنا ہم نے صالح لوگوں کو حدیث بیان کرنے میں جھوٹا پایا ہے کسی اور کو نہیں پایا، بہرحال یہ تفصیل کا موقع محل نہیں ہے۔

(3، 4)...... امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی نے اس راوی کا ذکر ''الضعفاء'' میں کرنے کے بعد امام وھیب بن خالد کی اس راوی پر جرح بیان کی ہے۔

(الضعفاء الكبير للعقيلى : 6\48 ، 49 ، ت : 1800)

(5)......امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی نے اس راوی کا ذکر "الضعفاء" میں کرنے کے بعد اس پر جرح نقل کی ہے۔ (المغنی فی الضعفاء للذهبی : 2\434 ، ت : 6459)

چوتھی علت:......عبدالوہاب راوی عمر کے آخری حصے میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، وضاحت پیش خدمت ہے:

(1)......امام یحیٰی بن معین نے فرمایا: عبدالوہاب ثقفی آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ (تاریخ یحییٰ بن معین : 2\70 ، ت : 3387)

(2، 3، 4، 5)...... امام ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی نے فرمایا: عبدالوہاب بن عبدالحمید ثقفی کو عمر کے آخری حصے میں اختلاط ہو گیا تھا، اسی طرح انہوں نے امام عقبۃ بن مکرم، امام ابوداود اور امام عفان محدثین سے ثابت کیا ہے کہ عبدالوہاب ثقفی کو موت سے قبل اختلاط ہو گیا تھا۔ (الضعفاء الكبير العقيلى : 3\563 تا 566 ، ت : 1045) اور درحقیقت عبدالوہاب ثقفی کی یہ خاص روایت اختلاط سے پہلے بیان کرنا ثابت نہیں ہے۔

(6)...... امام ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب بن عبدالحمید ثقفی ابو محمد البصری راوی ثقہ ہے لیکن اسے اپنی موت سے تین سال قبل تغیر حفظ (یعنی اختلاط) کا شکار ہو گیا تھا۔ (تقریب التهذيب لابن حجر : صفحه ، 222)

یہ حدیث ان چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل و مردود ہے لیکن میرے محسن و مربی محدث العصر شیخ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن لذاته" کہا ہے، شیخ رحمہ اللہ نے جن وجوہات کی بنا پر اس حدیث پر حسن کا حکم لگایا ہے، راقم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کا تفصیلی جائزہ کی تحقیق کو اپنے قارئین کرام کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہے تا کہ قارئین

اصل حقیقت کو جان سکے اور شیخ رحمہ اللہ کی غلطی کو بھی سمجھ سکے ، تحقیقی و تفصیلی وضاحت پیش خدمت ہے :

شیخ رحمہ اللہ کی پہلی دلیل: شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امام بخاری نے یہ بھی لکھا ہے : اور معروف (مشہور) یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارات میں ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں تھے اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ، عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا معروف (مشہور) نہیں ۔ (التاریخ الاوسط : 1\398 ، ح 137 ، دوسرا نسخہ 1\70) شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل بیان نہیں کی اور کسی بات کا معروف (معلوم) ہونا یا نہ ہونا اس کے صحیح یا ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہوتا بلکہ صحیح سند والی روایت صحیح ہوتی ہے چاہے مشہور ہو یا نہ ہو ۔ اصول حدیث کی کتابوں میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ مشہور حدیث صحیح بھی ہوتی ہے ، حسن بھی ہوتی ہے ایسی بھی ہوتی ہے کہ جس کی کوئی اصل نہیں ہوتی اور کلیتاً موضوع بھی ہوتی ہے ۔ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ فلاں بات معروف ہے یا معروف نہیں بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ فلاں بات باسند صحیح ثابت ہے یا ثابت نہیں ، ۔ ۔ ۔ ۔ الخ ، صحیح حدیث کے مقابلے میں امام بخاری رحمہ اللہ کی مبہم جرح کون سنتا ہے ؟

(مقالات : 6\380)

پہلی دلیل کا جواب نمبر (1) : باآدب عرض ہے کہ امام محدثین امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ اپنا قول ہے نہ کہ کسی اور کا ، اس لئے سند کا مطالبہ کرنا ہی غلط ہے کیونکہ علل و رجال کے ماہرین محدثین کا یہ کہنا : کہ فلاں کا فلاں سے سماع نہیں ہے یا فلاں راوی کی فلاں راوی سے ملاقات ثابت نہیں ہے یہ تو خود علل و رجال کے فن کے ماہرین محدثین یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا فیصلہ حجت اور دلیل کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا امیر المومنین فی الحدیث امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک خاص روایت پر دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی عدم ملاقات کی جو بات کہی ہے تو

وہ بات قابل حجت ہے جیسا کہ علل و رجال اور ناقدین محدثین کو یہ اتھارٹی ہوتی ہے کہ وہ رواۃ کے مابین عدم سماع یا عدم ملاقات کی صراحت کریں اور اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ محدثین کے اس طرح کے اقوال کی بنیاد محدثین کی فنی مہارت ہوتی ہے لہٰذا کوئی علل و رجال کا ماہر محدث اپنے فن کی بات کہے تو وہ حجت ہوتی ہے لہٰذا ایسے محدث سے سند کا مطالبہ کرنا سرے سے ہی غلط ہے، بالفرض اگر ایک منٹ کے لئے شیخ رحمہ اللہ کی بات کو تسلیم کرلیا جائے تو 80 فیصد اسماء الرجال اور جرح و تعدیل کا علم ختم ہو جائے گا کیونکہ امام المحدثین امام بخاری یا دیگر ائمہ ناقدین کسی راوی کو منکر الحدیث کہتے ہیں یا یہ کہے کہ فلاں راوی کا فلاں سے سماع ہے اور فلاں سے نہیں ہے یا فلاں راوی فلاں تاریخ کو پیدا ہوا اور فلاں کو فوت ہوا، یہ سب بے سند ہونے کی وجہ سے یہ کہا جائے گا کہ ائمہ ناقدین کے یہ اقوال بے سند ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہیں، تو پھر رجال اور جرح و تعدیل کی کتب کسی کام کی نہیں اور احادیث کی کتب بھی کسی کام نہیں کیونکہ جب اسماء الرجال ہی ختم ہو گیا تو احادیث بھی ختم ہو گئی کیونکہ احادیث کا تعلق سند یعنی راویوں سے ہے اور صرف قرآن مجید ہی باقی بچے گا، اور پھر قرآن مجید کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں منکرین حدیث سے رابطہ کرنا پڑے گا اور ایسا ہی طرز عمل منکرین حدیث اور غیر مسلم شر پسند لوگ چاہتے ہیں، بہرکیف اتنی لمبی تمہید بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ محدث العصر شیخ رحمہ اللہ کی بات سو فیصد غلط ہے ان کی اس غلطی پر تقریباً تمام موجودہ جید علمائے کرام کا اتفاق ہے، شیخ رحمہ اللہ سے بشری تقاضے کی بنا پر یہ غلطی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تمام غلطیوں سے درگزر فرمائے اور ان کی قبر کو منور اور کشادہ فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین، درحقیقت اصل بات یہی ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث امام علل و رجال امام المحدثین امام بخاری کے قول کے مطابق سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کے امیر تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی فوت ہو گئے تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا ثابت نہیں ہے۔ والحمدللہ

پہلی دلیل کا جواب نمبر (2): محدث العصر شیخ رحمہ اللہ کا یہ فرمانا: اور معروف (مشہور) یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے۔۔۔۔۔اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا معروف (مشہور) نہیں۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کا یہاں معروف کا ترجمہ مشہور کرنا غلط ہے کیونکہ خود شیخ رحمہ اللہ نے ایک جگہ امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ امام بخاری نے فرمایا: و لا یعرف هذا من صحيح حديث ابی خالد الاحمر ...... الخ۔ (نصر الباری فی تحقیق جزء القراۃ: صفحہ، 287، ح: 267) اس عربی عبارت کا شیخ رحمہ اللہ ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور یہ معلوم نہیں کہ یہ روایت ابو خالد الاحمر کی صحیح حدیثوں میں سے ہے۔ یہاں شیخ رحمہ اللہ نے "لا يعروف" کا ترجمہ کیا ہے کہ معلوم نہیں لہٰذا یہی ترجمہ صحیح اور حق ہے اور اسی طرح "و المعروف" کا ترجمہ ''معلوم اور ثابت شدہ بنتا ہے، جب کہ یہاں بھی شیخ رحمہ اللہ نے معروف کا ترجمہ مشہور غلط کیا ہے۔ اسی طرح شیخ رحمہ اللہ اپنی ایک دوسری کتاب میں "لا يعروف" کا ترجمہ معلوم نہیں ہے کر رہے ہیں۔ وضاحت پیش خدمت ہے

شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: رہا ابوقلابہ کی روایت پر حافظ ذہبی کی طرف سے تدلیس کا اعتراض تو یہ دو وجہ سے مردود ہے: اول، حافظ ذہبی سے زیادہ بڑے امام اور متقدم محدث امام ابوحاتم الرازی نے ابوقلابہ کے بارے میں فرمایا: "لا يعروف له تدليس" اور اُن کا تدلیس کرنا معروف (معلوم) نہیں ہے۔ (کتاب الجرح والتعدیل: 5\58)۔ (مقالات: 3\496 ، 497) اس عبارت میں شیخ رحمہ اللہ خود لا یعروف کے معنی معلوم نہیں ہے کر رہے ہیں اور یہی صحیح ترجمہ ہے لیکن جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کی عبارت کا ترجمہ کرتے وقت غلطی کر گے نیز امام ابوحاتم رازی لا یعروف کے الفاظ سے ابوقلابہ کی تدلیس کا انکار کر رہے ہیں تو شیخ رحمہ اللہ نے اس سے حجت پکڑی ہے۔ (مقالات: 3\496 ، 497) لیکن انہیں الفاظ سے

امیر المومنین فی الحدیث و امام العلل امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ بھی ایک خاص روایت میں سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا انکار کر رہے ہیں تو شیخ رحمہ اللہ ، امام العلل و رجال امام بخاری رحمہ اللہ کے فیصلے کو نا قابل قبول قرار دے رہے ہیں ، اور بات کا رخ بھی دوسری طرف لے گئے تو یہاں پر میرے محسن و مربی محدث العصر شیخ رحمہ اللہ کو دوسری غلطی لگی ہے اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں کو درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین یا رب العالمین ۔۔ شیخ رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ امام بخاری کی یہ جرح مبہم ہے حالانکہ اہل علم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ جرح مفسر اور واضح ہے اور یہاں پر بھی شیخ رحمہ اللہ کو تیسری غلطی لگی ہے ، اس تفصیل سے پتہ چلا کہ موجودہ دور کے محدث العصر شیخ رحمہ اللہ کی بات ، متقدم محدث اور علل و رجال کے ماہر امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور علمی میدان میں شیخ رحمہ اللہ کی بات کی کوئی وقعت نہیں ہے کیونکہ ہم سب متقدمین محدثین کے اقوال اور اصولوں کے پابند ہیں اور علل و رجال کے ماہر محدثین کے فیصلے ایک جج کی حیثیت سے قابل حجت ہوتے ہیں ان کے خلاف ہر قول نا قابل قبول ہوتا ہے اور کسی صورت بھی ہرگز ہرگز قبول نہیں ہوتا ۔ محترم قارئین ایک بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ائمہ نقاد کا فیصلہ حتمی اور ان کی اس فن پر مہارت کی بنا پر قابل حجت ہوتا ہے جیسا کہ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے عراق اور خراسان میں کسی ایک کو نہیں دیکھا جو علل حدیث و تاریخ اور معرفۃ الاسانید میں امام المحدثین امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ سے بڑا عالم ہو ۔ (العلل الصغیر للترمذی : صفحہ ، 278) اسی لئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ، علل حدیث کی معرفت ایک دقیق علم ہے اور علت کی اطلاع صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وسیع حافظہ اور فہم دقیق دیا ہو ، نیز اسے راویان حدیث کے مراتب و مدارج اور اسانید و متون کی بھی کامل معرفت حاصل ہو ، اسی لئے امام علی بن مدینی ، امام احمد بن حنبل ، امام المحدثین امام بخاری ، امام یعقوب بن شیبہ ،

امام ابوحاتم رازی ، امام ابوزرعہ رازی اور امام دارقطنی وغیرہ تھوڑے سے محدثین نے اس موضوع پر بحث کی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ناقد حدیث کسی معلل حدیث کے معلول ہونے کے دعویٰ پر دلیل قائم کرنے سے قاصر ہوتا ہے جیسے صراف درہم و دینار کی پرکھ پر کھوٹ کو پہچانتا ہے لیکن نشاندہی نہیں کرسکتا۔ (نزهة النظر لابن حجر : صفحه ، 57) اس کے علاوہ مزید کافی دلائل ہیں لیکن راقم طوالت کے خوف کی وجہ سے صرف انہی دلائل پر اکتفاء کر رہا ہے اور متلاشی حق کے لئے اتنے دلائل کافی ہیں ۔

پہلی دلیل کا جواب نمبر (3): شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں ابومسلم کی سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے، بلکہ ایک روایت میں ''حدثنی ابو ذر'' کے الفاظ بھی موجود ہیں نیز امام بخاری نے بھی لکھا ہے: ''سمع ابا ذر'' (مقالات : 6\379) مودبانہ عرض ہے کہ مسند احمد والی اور قیام اللیل والی روایت تو ضعیف ہے اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے، راقم جو چیز اپنے قارئین کرام کو دیکھانا اور سمجھانا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے جو یہ لکھا ہے کہ امام بخاری نے بھی لکھا ہے، سمع ابا ذر، اس کے متعلق باآدب عرض ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے کس دلیل سے امام بخاری کے اس قول کو نقل کر کے تسلیم کیا ہے کیونکہ شیخ رحمہ اللہ کے اپنے ہی اصول کے تحت یہ کہا جائے گا کہ امام بخاری کا یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل نہیں دی ۔ راقم کا شیخ رحمہ اللہ کو یہ الزامی جواب ہے، وگرنہ ہم تو امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ ناقدین کے اس طرح کے اقوال کو حجت سمجھتے ہیں ۔ والحمدللہ

شیخ رحمہ اللہ کی دوسری دلیل: شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں ابومسلم الجزمی سے ایک جماعت نے روایت بیان کی ہے اور انہیں امام عجلی ، حافظ ابن حبان اور حافظ ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے، امام ترمذی نے ان کی ایک حدیث کو حسن غریب کہا یعنی وہ امام ترمذی کے نزدیک حسن الحدیث ہیں، ابن اثیر نے انہیں ''و من التابعین'' میں شمار کیا۔ (مقالات :6\379)

دوسری دلیل کا جواب: امام العلل وعلم الرجال اور الجرح والتعدیل کے امام یحییٰ بن معین سے ابومسلم الجذمی راوی کے متعلق پوچھا گیا تو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے جانتا کہ ابومسلم راوی کون ہے۔ (تاریخ یحییٰ بن معین: 2\77، ت: 3467)

جس راوی کو امام یحییٰ بن معین نہیں جانتے تو ایسا راوی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ تفصیل دوسری علت اور تنبیہ کے تحت گزر چکی ہے، اسی طرح امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کے نزدیک ابومسلم الجذمی راوی مجہول ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے لہٰذا امام یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام ابن ابی حاتم کے مقابلے میں متساہلین ومتاخرین محدثین کی توثیق کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس کے تفصیلی ردّ کے لئے راقم کی کتاب "الضعفاء والمتروکین": صفحہ، 63 تا 91 اور دوسری کتاب ''اصول حدیث واصول تخریج: صفحہ، 341 تا 366 اور 390 تا 416'' پڑھے۔ ان شاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

شیخ رحمہ اللہ کی تیسری دلیل: شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں ابومخلد مہاجر بن مخلد سے ایک جماعت نے روایت بیان کی ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، یحییٰ بن معین نے صالح کہا ہے، عجلی نے فرمایا: ثقۃ، ترمذی نے ان کی ایک حدیث کو حسن غریب کہا، ابن الجارود، ابن حبان، اور ابن خزیمۃ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مقالات: 6\378)

تیسری دلیل کا جواب: امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم اور امام ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی وغیرہ کے اقوال کے مقابلے میں متساہلین ومتاخرین محدثین کی توثیق کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل تیسری علت کے تحت گزر چکی ہے، لہٰذا اس کے بارے میں وہی پر تفصیل پڑھ لیں۔۔ امام یحییٰ بن معین کا اس راوی کو صالح کہنا یہ توثیق نہیں ہے جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں اور مقدمہ صحیح مسلم میں ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں جتنا ہم نے صالح لوگوں کو حدیث بیان کرنے میں جھوٹا پایا ہے کسی اور کو نہیں پایا، بہرحال یہ تفصیل کا موقع محل نہیں ہے نیز ابن الجارود کا اس

راوی کی حدیث کو نقل کرنا تو یہ توثیق نہیں ہوتی کیونکہ یہ بات بذات خود دلیل کی محتاج ہے اور ان شاء اللہ متقدمین محدثین یا کسی بھی قرینے سے اس دعوے کا ثبوت نہیں ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کی چوتھی دلیل: شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حافظ ابن عبدالبر نے بھی لکھا ہے پھر آپ (ابوذر رضی اللہ عنہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شام تشریف لے گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے تک وہیں رہے۔ (مقالات:6\381)

چوتھی دلیل کا جواب: باآدب عرض ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے دعوے کی دلیل کے لئے پانچویں صدی کے امام ابن عبدالبر (368ھ، 463ھ) کے قول کو پیش کیا ہے اور دوسری طرف امیر المومنین فی الحدیث امام العلل ورجال امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کے مطابق سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کے امیر تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی فوت ہو گئے تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا ثابت نہیں ہے۔ مگر شیخ رحمہ اللہ یہ کہہ کر کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل بیان نہیں کی کو ردّ کر دیا ہے حالانکہ امام العلل امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ اپنا قول ہے لہٰذا مطالبہ کرنا سرے سے ہی غلط ہے جیسا تفصیل گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے، بہرکیف شیخ رحمہ اللہ کا پانچویں صدی کے امام ابن عبدالبر کا قول جو بیان کیا ہے اس پر امام ابن عبدالبر نے اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل باسند بیان نہیں کی لہٰذا یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے مردود و باطل ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کی پانچویں دلیل: شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ عبدالوہاب ثقفی ثقہ تو ہے لیکن آخری عمر میں انہیں اختلاط ہو گیا تھا تو اس اعتراض کے دو جواب ہیں: (1): حافظ ذہبی نے فرمایا: لیکن آپ کی حدیث کو اختلاط نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ آپ نے زمانہ اختلاط (یا زمانہ تغیر) میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ نیز فرمایا: لیکن انہیں اختلاط نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، کیونکہ انہوں نے زمانہ اختلاط میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ (2):

عبدالوہاب ثقفی سے یہ حدیث امام محمد بن بشار نے بیان کی ہے اور ابن بشار کی ثقفی سے روایات صحیح بخاری (3771 ، 972 ، 2097 ، 2162 ، 2634) اور صحیح مسلم (1208 ، 2905 ، 2515 ، 6432) وغیرہما میں موجود ہیں ۔ ابن الصلاح نے فرمایا اور جان لے کہ اس قسم کے جن راویوں سے صحیحین یا صحیحین کی کسی ایک کتاب میں بطور حجت روایت لی گئی ہے تو ہم عمومی طور پر یہ جانتے ہیں کہ ان روایتوں کو علیحدہ کر دیا گیا ہے اور یہ اس راوی کے اختلاط سے پہلے کی ہیں ۔ واللہ اعلم ۔ (مقالات :6\363)

پانچویں دلیل کا جواب : شیخ رحمہ اللہ نے جو حافظ ذہبی کا قول بیان کیا ہے تو باآدب عرض ہے کہ ایک تو امام ذہبی آٹھویں صدی (673 ھ ، 748 ھ) کے ہیں اور دوسرا امام ذہبی نے اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل بیان نہیں کی لہٰذا یہ بے سند ہونے کی وجہ سے باطل ومردود ہے اس کے علاوہ شیخ رحمہ اللہ نے جو عبدالوہاب سے محمد بن بشار کی بحث نقل کی ہے تو مودبانہ عرض ہے کہ جس طرح مدلس راوی کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں مدلسین کی عن والی روایات ضعیف ہوتی ہیں جب تک سماع نہ ہو ، اسی طرح راقم کی تحقیق میں اختلاط والے راوی کی روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب میں ضعیف ہوتی ہے سوائے کسی مضبوط دلیل یا کسی خاص قرینے کے ، مثال کے طور پر محمد بن بشار نے عبدالوہاب سے اختلاط سے پہلے سنا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کی احادیث موجود ہیں تو لازمی نہیں کہ حدیث کی کسی دوسری کتاب میں عبدالوہاب سے محمد بن بشار جو روایت کر رہا ہے وہ اختلاط سے پہلے ہو بلکہ اس کا فیصلہ دیگر دلائل اور قرائن کی روشنی میں کیا جائے گا ، اگر کوئی دلیل وغیرہ نہیں ہے تو وہ روایت ضعیف ہوگی کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے استقرا اور تتبع سے یہی پتہ چلتا ہے اور محدث العصر شیخ رحمہ اللہ کے اپنے اصول کے تحت اور متاخرین محدثین کے اصولوں کے تحت یہی نتیجہ واضح طور پر نقل اور بیان ہوا ہے لہٰذا مختصراً وضاحت پیش خدمت ہے :

پہلی دلیل: امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں امام بخاری نے قتادہ سے ان کی جو روایات بیان کی ہیں تو ان میں اکثر وہ روایات ہیں جنہیں ان کے شاگردوں نے نقل کیا ہے جنھوں نے ان کے اختلاط سے پہلے سنا ہے اور جن لوگوں نے اختلاط کے بعد سنا ہے ان کی بھی کچھ روایات امام بخاری نے بیان کی ہیں مثلاً محمد بن عبداللہ انصاری، روح بن عبادہ، اور ابن ابی عدی، لیکن جب امام بخاری ان لوگوں کی کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو وہی احادیث منتخب کرتے ہیں جن کی سب موافقت کرتے ہیں۔ (فتح الباری لابن حجر: 1\406)

دوسری دلیل: حقیقت یہ ہے کہ صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مصنّفین نے مختلطین کی بہت ساری ایسی احادیث بیان کی ہیں جنہیں ان کے شاگردوں نے اختلاط کے بعد سنا ہے اور اس سلسلے میں صحیح بات یہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مصنّفین جب مختلطین کی احادیث ان شاگردوں سے بیان کرتے ہیں جنھوں نے اختلاط کے بعد سنا ہے تو ان میں ثابت شدہ احادیث ہی کا انتخاب کرتے ہیں اور اس طرح کی تمام احادیث روایت نہیں کرتے۔ (مقدمة الكواكب النيرات لابن الكيال: صفحه ، 14)

ضروری نوٹ: یہ نویں قسط کی تحقیق کافی تفصیل طلب ہے اس لئے اسے دوحصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہ نویں قسط کا حصہ اول، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل سے آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ان شاء اللہ نویں قسط کا حصہ دوم بھی جلد ہی آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انجینئر محمد علی مرزا صاحب کو ہدایت عطا فرمائے اور ان کے فالورز کو مرزا صاحب کی اندھی تقلید کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے پیش کردہ دلائل کو تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھنے اور سمجھنے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

معزز قارئین کرام: جیسا کہ آپ اس قسط کا اول حصہ پڑھ آئیں ہیں لیکن اس دوسرے حصے میں مزید تفصیل بیان کرنے سے پہلے ہم مرزا صاحب کے بارے میں ایک اہم ترین

بات کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتے ہیں لہٰذا پہلے اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی پوری تحریر میں جہاں بھی سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے اُس کے ساتھ ''سیّدنا'' نہیں لکھا:

مرزا صاحب نے اپنی پوری تحریر واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر .... میں جہاں بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے وہاں پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے یعنی ان دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیدنا نہیں لکھا، ہمارے قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ ایسا صرف مرزا صاحب نے بغض و عداوت کی بنا پر کیا ہے اور دوسری طرف اپنی پوری تحریر کے 32 صفحات میں جہاں بھی کسی تابعی کا نام آیا ہے تو تقریباً ہر تابعی کے ساتھ سیدنا لکھا ہے، مثال کے طور پر واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر، کے صفحہ، 2 پر سیدنا معدان بن ابی طلحہ رحمہ اللہ، صفحہ 3 پر سیدنا محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ، صفحہ 4 پر سیدنا علقمہ تابعی رحمہ اللہ، صفحہ 4 پر ہی سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ اور صفحہ 8 پر سیدنا عکرمہ تابعی رحمہ اللہ وغیرہ، یہ ہے مرزا صاحب کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنی اور بغض کی انتہا کہ ایک طرف تابعی کے نام کے ساتھ ''سیدنا'' اور دوسری طرف کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ پوری تحریر میں ''سیدنا'' نہیں لکھا، حالانکہ مرزا صاحب کی اس تحریر میں ہماری تحقیق کے مطابق اصول حدیث ومحدثین کی روشنی میں کئی تابعین مجہول یا ضعیف وغیرہ ہیں نیز سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ مرزا صاحب نے جو ''رضی اللہ عنہ'' لکھا ہے وہ بطور ''تقیہ'' لکھا ہے، مرزا صاحب کی ایسی پالیسی سے اہل علم بخوبی واقف ہیں کیونکہ مرزا صاحب کی اسی تحریر سے ثابت ہے کہ جس صحابی رسول کی گردن اڑانی ہے بس اس صحابی رسول کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' لکھ کر گردن اڑا دو۔ نعوذ باللہ من ذالک، بہرحال ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں یہ ایک اہم ترین بات کی نشاندہی کرنے کا مقصد تھا کہ معزز قارئین کو مرزا صاحب میں چھپے رافضیت کے اصلی چہرے کا علم ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا

ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو مرنے سے پہلے اپنے اس فاسد نظریات اور بُرے عقیدے سے سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہدایت نصیب فرمائے۔آمین

شیخ رحمہ اللہ کی چھٹی دلیل: میرے محسن و مربی محدث العصر شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام بخاری کے مذکورہ قول کی تردید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام ابویعلی نے فرمایا: حدثنا محمد بن اسماعیل بن ابی سمینة : ثنا عبدالوھاب عن عوف عن المھاجر ابی مخلد عن ابی العالیة : ثنا ابومسلم قال ابوذر بالشام زمن یزید بن ابی سفیان فغزا المسلمون فغنموا و اصابوا جاریة نفیسة فصارت لرجل من المسلمین فی سھمه ...... فذکر نحوه ۔ اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: محمد بن اسماعیل بن ابی سمینہ صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور ثقہ ہیں ۔لہٰذا یہ سند بھی حسن لذاتہ ہے اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں موجود تھے لہٰذا ہر قسم کے معروف اور غیر معروف کا اعتراض سرے سے ہی ختم ہو گیا۔ (مقالات :6\380، 381)

چھٹی دلیل کا جواب: با آدب عرض ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنی اس دلیل میں وہی تاریخ دمشق لابن عساکر: 65\249، 250'' والی سند دوبارہ نقل فرما دی ہے جس کے بارے میں راقم نے نویں قسط حصہ اول میں اس کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کی ہے، (لہٰذا مفصل تحقیق نویں قسط حصہ اول میں پڑھے) صرف اتنا ہے اُس سند میں عبدالوہاب سے محمد بن بشار روایت کر رہا ہے اور یہاں اس سند میں عبدالوہاب سے محمد بن اسماعیل بن ابی سمینۃ روایت کر رہا ہے، اور محمد بن اسماعیل کا بھی عبدالوہاب سے اختلاط سے پہلے سننا ثابت نہیں ہے، اور مھاجر ابومخلد راوی مجہول ہے اور اس راوی پر جرح بھی ہے اور اسی طرح ابومسلم الجذمی راوی بھی مجہول ہے نیز سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی اس خاص روایت میں ملاقات ثابت نہیں ہے جیسا کہ امام الفقہا و امام المحد ثین امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے جس

کی مفصل تفصیل نویں قسط حصہ اول میں گذر چکی ہے لہٰذا اس دلیل کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

دوسری سند:...... حدثنا هوذه بن خليفة حدثنا عوف عن ابی خلدة عن ابی العالية قال ابوذر رضی اللہ عنہ ۔ ۔ الخ ۔ (مصنف ابن ابی شيبة : 7\260 ، ح : 35877 ، و الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : 3\164 ، و دلائل النبوة للبيهقی : 7\364 ، ح : 2802 و اسناده ضعيف جداً بل غير ثابت)

قارئین کرام: اس حدیث کی سند تین علتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل ومردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی علت:...... امام یحیٰی بن معین نے فرمایا: هوذه بن خليفة ، عن عوف ، سے روایت کرے تو وہ روایت ضعیف ہے اور یہاں هوذه بن خليفة ، عوف راوی سے ہی روایت کر رہا ہے۔ (تاريخ بغداد للخطيب : 14\96 ، ت : 7437 ، و اسناده حسن)

دوسری علت:...... راقم کی تحقیق میں اس سند میں ابو خلدہ تصحیف ہے اور یہاں ابو مخلد (مہاجر بن مخلد) راوی کا نام ہے اور اس کی کنیت ابو خالد بھی بیان کی گئی ہے اور الحمدللہ اسی بات کا خدشہ میرے محسن و مربی محدث العصر شیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ (مقالات :6\394) اور قسط نویں حصہ اول میں اس بات کی وضاحت گزر چکی ہے کہ ابو مخلد مہاجر بن مخلد راوی مجہول ہے۔ والحمدللہ

تیسری علت:...... اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ امام العلل والجرح والتعدیل یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کہ ابو العالیہ کا سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (تاريخ يحيىٰ بن معين : 2\77 ، ت : 3467) اور امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابو العالیہ اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ارسال (انقطاع) ہے۔ (دلائل النبوة للبيهقی : 7\364 ، تحت الحديث : 2802)

تیسری سند:...... حدثنا الحکم بن موسیٰ حدثنا الولید بن مسلم عن الاوزاعی عن مکحول عن ابی عبیدة بن جراح قال ـ ـ الخ ـ ـ (مسند ابی یعلی : 2\176 ، ح : 871 ، و مسند الحارث : 2\642 ، ح : 616 ، و اسناده ضعیف جداً بل غیر ثابت)

اس حدیث کی سند دو علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل و مردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی علت:...... اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ امام العلل والجرح والتعدیل ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں کہ مکحول عن ابی عبیدة بن الجراح روایت مرسل (منقطع) ہے۔ کتاب المراسیل لابن ابی حاتم : صفحه ، 212 ، ت : 382 ، و تاریخ ابی زرعة الدمشقی : صفحه ، 137 ، ت : 624)

دوسری علت:...... اس حدیث کی سند میں ولید بن مسلم راوی تدلیس تسویہ کرتے تھے۔ (الضعفاء والمتروکین للدارقطنی : صفحه ، 415) اور اس روایت کی سند میں ولید بن مسلم راوی اپنے سے اوپر ہر راوی سے "عن" کے ساتھ روایت کر رہے ہیں جبکہ تدلیس تسویہ کرنے والے راوی کی روایت اس وقت قابل حجت ہوتی ہے جب راوی اپنی روایت میں سماع بالمسلسل کی تصریح کریں یعنی اس راوی سے لے کر آخری راوی تک "حدثنا ، سمعت ، اخبرنا" وغیرہ کے ساتھ صراحت ہو۔

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا : ولید بن مسلم ثقہ ہے لیکن تدلیس تسویہ کا بکثرت ارتکاب کرتے تھے۔ (تقریب التهذیب لابن حجر : صفحه ، 371)

چوتھی سند:...... حدثنا عبیدالله بن معاذ ثنا ابی ثنا عوف عن المهاجر بن مخلد عن ابی العالیة عن ابی ذر رضی اللہ عنہ ـ الخ ـ (کتاب الاوائل لابن ابی العاصم : صفحه ، 77 ، ح : 63 ، و الکنی والاسماء للدولابی : 2\508 ، ح :

922 ، و تاریخ اصبهان : 1\132 ، و اسناده ضعیف جداً بل غیر ثابت)

اس حدیث کی سند دو علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل و مردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے :

پہلی علت:......اس سند میں مہاجر بن مخلد راوی مجہول ہے جیسا کہ تفصیل نویں قسط حصہ اول میں گزر چکی ہے ۔ لہٰذا وہی ملاحظہ فرمائیں ۔

دوسری علت:......اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ امام العلل والجرح والتعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ابوالعالیہ کا سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے ۔ (تاریخ یحییٰ بن معین : 2\77 ، ت : 3467) اور امام بیہقی نے بھی فرمایا ہے کہ ابوالعالیہ اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ارسال (انقطاع) ہے ۔ (دلائل النبوة للبیهقی : 7\364 ، ح : 2802)

ضروری نوٹ:...... مرزا صاحب نے یہی حدیث نقل کی ہے اور اس کے الفاظ بھی بالکل مختصر ہیں کہ پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اس کا تعلق بنوامیہ سے ہوگا ۔ مرزا صاحب کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت کی انتہا دیکھیے اس سخت ضعیف اور غیر ثابت و باطل روایت سے وہ کیا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے ۔ نعوذ باللہ من ذالک

پانچویں سند:...... حدثنا الحکم بن موسیٰ حدثنا یحییٰ بن حمزه عن هشام بن الغاز عن مکحول عن ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ ۔ ۔ ، الخ ۔ ۔

(مسند ابی یعلی : 2\175 ، ح : 870 ، و اسناده ضعیف جداً بل غیر ثابت)

اس حدیث کی سند دو علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل و مردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے :

پہلی علت:......اس حدیث کی سند میں راوی یحییٰ بن حمزہ کی ھشام بن الغاز راوی سے سماع وملاقات ثابت نہیں ہے ۔ (تهذیب الکمال للمزی : 30\258 ، ت : 6588 ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 5\138 ، و تهذیب الکمال للمزی : 31\278 ،

279 ، ت : 6816)

دوسری علت:......اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ امام العلل والجرح والتعدیل ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ مکحول عن ابی عبیدۃ بن الجراح روایت مرسل (منقطع) ہے۔ (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم : صفحہ ، 212 ، ت : 382 ، و تاریخ ابی زرعہ الدمشقی : صفحہ ، 137 ، ت : 624)

ضروری نوٹ:...... اس حدیث کا متن بھی تاریخ دمشق والا نہیں ہے بلکہ تقریباً مرزا صاحب کی نقل کردہ روایت والا ہے۔

چھٹی سند:...... حدثنا سلیمان بن سیف الحرانی ، قال حدثنا محمد بن سلیمان بن ابی داود ، قال حدثنی ابی ، عن مکحول ، عن ابی ثعلبة الخشنی ، عن ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ قال ۔ الخ ۔ (مسند البزار : 1\223 ، ح : 1284 ، و اسناده ضعیف جداً بل غیر ثابت)

اس حدیث کی سند چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل ومردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی علت:...... اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ مکحول راوی کی ابوثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ (سیر اعلام النبلاء للذهبی : 9\180 ، و کتاب المراسیل لابن ابی حاتم : صفحه ، 211 تا 213 ، و تاریخ ابی زرعة الدمشقی : صفحه ، 137 ، ت : 624 ، و تهذیب الکمال للمزی : 28\466 ، ت : 6168)

دوسری علت:...... اس سند میں سلیمان بن ابی داود راوی سخت ضعیف اور منکر الحدیث ہے، مختصراً وضاحت پیش خدمت ہے:

(1)...... امام المحدثین امام بخاری نے فرمایا: یہ منکر الحدیث ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری : 4\32 ، ت : 1793)

(3،2)......امام العلل ابوحاتم رازی نے فرمایا: سلیمان بن ابی داود الحرانی راوی سخت ضعیف الحدیث ہے اور امام العلل ابوزرعہ رازی نے فرمایا: یہ راوی حدیث میں کمزور ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 4\112 ، 113 ، ت : 501) ایک دوسرے مقام پر امام العلل ابوزرعہ رازی نے فرمایا: سلیمان راوی ضعیف الحدیث ہے۔(علل الحدیث لابن ابی حاتم : 1\266 ، ح : 137)

(4)......امام دارقطنی نے فرمایا: سلیمان بن ابی داود ضعیف ہے۔(سوالات ابی بکر البرقانی : صفحه ، 82 ، ت : 191)

(5)......امام ذہبی نے فرمایا: محدثین نے سلیمان بن ابی داود کو ضعیف کہا ہے۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین للذهبی : صفحه ، 152 ، ت : 1743)

(6)......امام ابن حبان نے فرمایا: سلیمان بن ابی داود الحرانی راوی سخت منکر الحدیث ہے۔الخ۔(کتاب المجروحین لابن حبان : 1\422 ، ت : 416)

(7)...... امام ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی نے اس راوی کا ذکر ''الضعفاء والمتروکین'' میں کرنے کے بعد محدثین کی جرح نقل کی ہے۔(الضعفاء والمتروکین للجوزی : 1\17 ، ت : 1515)

تیسری علت:......محمد بن سلیمان بن ابی داود راوی منکرالحدیث ہے، مختصراً وضاحت پیش خدمت ہے:

(1)...... امام العلل ابوحاتم رازی نے فرمایا : محمد بن سلیمان بن ابی داود راوی منکر الحدیث ہے۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 7\356 ، ت : 1459 ، و علل الحدیث لابن ابی حاتم : 1\419 ، ح : 449)

(2)......امام العلل دارقطنی نے فرمایا: محمد بن سلیمان بن ابی داود راوی ثقہ نہیں ہے۔

(علل الدارقطنی : 13\255 ، ح : 3154)

(3)......امام ذہبی نے اس راوی کا ذکر "الضعفاء والمتروکین" میں کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابوحاتم رازی نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے۔(دیوان الضعفاء والمتروكين للذهبی : صفحه ، 354 ، ت : 3744)

(4)...... امام ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی نے اس راوی کا ذکر "الضعفاء والمتروکین" میں کرنے کے بعد امام ابوحاتم رازی سے اس پر منکر الحدیث کی جرح بیان کی ہے۔(الضعفاء والمتروكين للجوزی : 3\69 ، ت : 3026)وغیره

چوتھی علت:......سلیمان بن سیف الحرانی راوی مجہول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ساتویں سند:...... حدثنا عبدالرحمن بن عمرو الحرانی ، حدثنا محمد بن سلیمان ، عن ابن غنیم البعلبکی ، عن هشام بن الغاز ، عن مكحول ، عن ابی ثعلبة الخشنی ، عن ابی عبیدة بن الجراح قال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ ۔ (كتاب المعرفة والتاريخ للفسوی : 1\129 ، و دلائل النبوة للبيهقی : 7\365 ، ح : 2803 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 68\41 ، ح : 8953 ، و اسناده ضعيف جداً بل غير ثابت)

اس حدیث کی سند چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف بلکہ غیر ثابت اور باطل ومردود ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی علت:...... اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ مکحول راوی کی ابوثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے جیسا کہ تفصیل اسی تحریر میں چھٹی سند کی پہلی علت کے تحت گزر چکی ہے۔

دوسری علت:...... ابن غنیم البعلبکی راوی کے حالات راقم الحروف کو اسماء الرجال کی کتب میں نہیں ملے لہٰذا فی الحال یہ راوی بھی مجہول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری علت:...... محمد بن سلیمان بن ابی داود راوی منکر الحدیث ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اسی تحریر میں چھٹی سند کی تیسری علت کے تحت گزر چکی ہے۔

چوتھی علت:......عبدالرحمٰن بن عمرو الحرانی راوی مجہول ہے، متساہلین و متاخرین کی توثیق قابل قبول نہیں ہے اس کے تفصیلی ردّ کے لئے راقم کی کتاب "الضعفاء والمتروکین" : صفحہ، 63 تا 91 اور دوسری کتاب ''اصول حدیث و اصول تخریج: صفحہ، 341 تا 366 اور 390 تا 416'' پڑھے۔

مرزا صاحب کی خاموشی اپنے فالورز کو کیا سبق دے رہی ہے؟

مرزا صاحب آپ کا ایک نعرہ ہے جو آپ اکثر اپنے فالورز کو کہتے ہیں لیکن آپ خود اور آپ کے فالورز بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہیں یہ دوغلی پالیسی کیوں؟ آپ کا نعرہ ہے ''نہ میں بابی نہ میں وہابی، میں ہوں مسلم علمی کتابی'' مرزا صاحب ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی نو (9) قسطوں میں آپ کی ہر باطل دلیل کا ردّ ''علمی کتابی'' یعنی محدثین کے اصولوں اور محدثین ہی کی کتب سے دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ کے باطل دلائل اور فاسد نظریات کی علمی کتابی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ والحمدللہ، لیکن ابھی تک آپ کی خاموشی آپ کے فالورز کو یہ بات سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ آپ اپنے اندر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جو نفرت کا بیج بو رہے تھے ان شاء اللہ وہ دم توڑ چکا ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ، جن عظیم ہستیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں ان کے خلاف مرزا جہلمی ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب اپنے ساتھ پوری رافضیت و شیعیت کے گروہوں کو اکٹھا کر لے ان شاء اللہ ان سب رافضیوں کے لئے دنیا میں بھی رسوائی و ذلت اور آخرت میں بھی رسوائی و ذلت ہے۔ مرزا صاحب آپ کے لئے تین علمی کتابی قول با حوالہ پیش خدمت ہیں۔ (شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنے والے پر اللہ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے:

امام العلل والجرح والتعدیل احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل

ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ، تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور مزید فرمایا کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کے ساتھ موازنہ نہیں کرتے ، پھر امام احمد بن حنبل نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)۔ (كتاب السنة لابى بكر الخلال : 2\ 434 ، ح : 660 ، و اسناده صحيح)

امام ابن ہانی بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہو، کیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور اس شخص کی عزت بھی نہیں کی جائے گی۔ (مسائل ابن هانى : 296 ، و موسوعة اقوال للامام احمد بن حنبل : 4\ 396 ، ت : 4306)

امام العلل والجرح والتعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف و تنقید ٹھہرانے والا دجال ہے، اس کی روایت نہیں لکھی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔ (تاريخ يحيىٰ بن معين : 1\ 392 ، ت : 2670)

کیا سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ غزوہ ذی العشیر ہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے رفیق سفر والی روایت صحیح ہے؟

مرزا صاحب نے اپنی تحریر ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر۔۔۔۔۔حدیث نمبر: 25 اور صفحہ نمبر، 12 پر لکھا ہے: المستدرك للحاكم اور سنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ ذی العشیر ہ کے دوران میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ رفیق سفر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاو ڈالا اور (کچھ دیر) مقیم رہے اسی دوران ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو کھجور کے باغات میں کام کرتے دیکھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور میں

اُن کے پاس آ ے اور کچھ دیر تک اُن کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پر نیند غالب آ گئی تو ہم دونوں جا کر کھجور کے چھوٹے پودوں پر مٹی پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہی نے آ کر اپنے پاوں مبارک سے ہمیں ہلا کر بیدار فرمایا اور ہماری حالت یہ تھی کہ ہم گرد سے خوب آلودہ ہو چکے تھے۔ (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو تراب (یعنی مٹی والے) اٹھو! پھر فرمایا: میں تم دونوں کو سب انسانوں سے بڑھ کر دو بخت افراد کے بارے میں نہ بتاوں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (پہلا بدبخت تو وہ) قوم ثمود کا احیمر نامی شخص تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا (بدبخت) وہ شخص ہے جو اے علی رضی اللہ عنہ! تمہارے سر پر تلوار سے ضرب لگائے گا اور تمہاری داڑھی کو سر کے خون سے رنگ دے گا۔ (المستدرك للحاكم : 4679 ، قال الامام حاكم و الامام الذهبي : اسناده صحيح على شرط مسلم ، السلسلة الصحيحة : 1743 ، قال الشيخ الالباني : اسناده صحيح) (سنن نسائى الكبرى : 8538 ، قال الشيخ غلام مصطفى ظهير فى خصائص على تحت الحديث 8538 : اسناده صحيح)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد مرزا صاحب نے ایک نوٹ لکھا ہے۔

نوٹ: ......مرزا صاحب نے لکھا ہے: چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ایک آخری کوشش تھی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اُسی خلافت راشدہ محفوظہ کو دوبارہ بحال کر دیا جاتا کہ جس کو تیسرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خود تو نہیں بلکہ اُن کے چند رشتہ دار) بنو اُمیہ کے شریر گورنروں نے عملی طور پر خلافت راشدہ مفتونہ بنا دیا تھا اور صحیح الاسناد احادیث میں ان فتنوں کی پیش گوئی بھی پہلے سے موجود تھی لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قوم ثمود کی طرح اس اُمت پر بھی ملوکیت کا عذاب مسلط ہو گیا جو آج تک کسی نہ کسی شکل میں باقی ہے چنانچہ اسی ضمن میں المستدرک للحاکم اور مجمع الزوائد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: مجھے پوری

زندگی کسی بھی چیز کا اتنا افسوس نہیں ہے جتنا اس بات پر کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر (قرآنی حکم : النساء : 59 اور الحجرات : 9 کے مطابق) باغی گروہ کے خلاف جنگ (جمل، صفین ، اور نہروان) نہیں کی ۔ (المستدرك للحاكم : 6360 ، قال الامام حاكم : اسناده صحيح ، مجمع الزوائد : 12054 ، قال الامام الهيثمي : اسناده صحيح)

معزز قارئین کرام : مرزا صاحب کے ''نوٹ'' میں بعض باتیں جھوٹی ہیں اور دھوکا بھی دیا گیا ہے اس کی وضاحت ان شاء اللہ آگے آرہی ہے ، فی الحال حدیث کی اسنادی حیثیت پر وضاحت پیش خدمت ہے ۔

یہ حدیث درج ذیل چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اور یہ حدیث "المستدرك للحاكم اور سنن الكبرى للنسائى" کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی آتی ہے، تفصیل پیش خدمت ہے :

(مسند احمد : 4\ 263 ، ح : 18347 ، و التاريخ الكبير للبخارى : 1\ 74 ، ت : 175 ، و فضائل الصحابة لاحمد : 2\ 686 ، 687 ، ح : 1172 ، 1173 ، و خصائص على للنسائى : صفحه ، 162 ، ح : 153 ، و تاريخ ابن ابى خيثمة : 3\ 379 ، ح : 1411 ، و مشكل الآثار للطحاوى : 2\ 281 ، ح : 811 ، و الاحاد والمثانى لابن ابى عاصم : 1\ 147 ، ح : 175 ، و الكنى والاسماء للدولابى : 3\ 1178 ، ح : 2062 ، و معرفة الصحابة لابى نعيم : 2\ 227 ، ح : 644 ، و دلائل النبوة لابى نعيم : 1\ 184 ، ح : 676 ، و حلية الاولياء لابى نعيم : 1\ 141 ، و دلائل النبوة للبيهقى : 3\ 12 ، و الشريعة الآجرى : 4\ 2100 ، ح : 1593 ، و جزء القاضى ابى القاسم : صفحه ، 60 ، ح : 59 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 42\ 549 ، 550 ، و اسناده ضعيف جداً)

یہ حدیث بعض کتب میں مختصر بیان ہوئی ہے اور بعض میں مفصل بیان ہوئی ہے ۔

پہلی سند:...... اخبرنی محمد بن وهب بن عبدالله بن سماك بن ابی كريمة الحرانی قال حدثنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن اسحاق ، عن يزيد بن محمد بن خيثم ، عن محمد بن كعب القرظی ، عن محمد بن خيثم ، عن عمار بن ياسر قال كنت انا و علی بن ابی طالب رفيقين فی غزوة العشيرة فلما نزلها رسول الله ﷺ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

پہلی علت:...... امام العلل و رجال امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یزید بن محمد بن خیثم کا محمد بن کعب سے سماع معلوم نہیں ہے۔(یعنی انقطاع ہے۔)(التاريخ الكبير للبخاری : 1\74 ، ت : 175)

دوسری علت:......امام العلل و رجال امیر المومنین فی الحدیث امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن کعب کا راوی محمد بن خیثم ابو یزید المحاربی سے سماع معلوم نہیں ہے۔ (یعنی منقطع ہے۔)(التاريخ الكبير للبخاری : 1\74 ، ت : 175)

تنبیہ: ......تاریخ دمشق وغیرہ کی جس سند میں محمد بن کعب نے سماع کی تصریح کی ہے وہ سند محمد بن کعب تک صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں محمد بن اسحاق راوی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے لہٰذا امام العلل و رجال امام المحدثین امام بخاری کی بات ہی سو فیصد صحیح ہے۔ والحمدللہ

تیسری علت:...... محمد بن خیثم ابو یزید المحاربی راوی ''مجہول العین'' ہے کیونکہ امام المحدثین امام بخاری نے اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح وتعدیل'' کے کیا ہے۔(التاريخ الكبير للبخاری : 1\74 ، ت : 175) اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے بھی اس راوی کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے اور ایسا راوی بھی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم کی اپنی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 1\324) اور اس اصول کی تفصیل پڑھنے کے لئے راقم کی کتاب ''اصول

حدیث و اصول تخریج: صفحہ، 363، 364، اور صفحہ، 409 تا 413'' پڑھے۔ ان شاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اس راوی کو صرف اکیلے امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے اس کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ان دونوں اماموں کا تساہل اہل علم کے ہاں مشہور ہے جیسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں امام حاکم نے تقریباً ایک سو کے قریب من گھڑت وجھوٹی احادیث کو صحیح کہا ہے بلکہ راقم کی تحقیق میں یہ تعداد کئی گنا زیادہ ہے اس لئے امام ابن حبان اور امام حاکم کی توثیق امام المحد ثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس کے تفصیلی ردّ کے لئے راقم کی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'': صفحہ، 63 تا 91 اور دوسری کتاب ''اصول حدیث واصول تخریج: صفحہ، 341 تا 366 اور صفحہ، 390 تا 416'' پڑھے۔

تنبیہ نمبر (1): ......الشیخ شعیب الارنووط اور دکتور بشار عواد معروف نے بھی کہا ہے کہ محمد بن خثیم راوی مجہول۔ الخ۔ ہے۔ (تحریر تقریب التهذيب: 3\237، ت: 5857)

تنبیہ نمبر (2): ......مرزا صاحب نے اس حدیث کے متعلق یہ تو لکھ دیا کہ امام حاکم اور امام ذہبی نے اس حدیث کی سند کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ سے بھی اس حدیث کا صحیح ہونا ذکر کر دیا لیکن مرزا صاحب حسب عادت دو حق باتوں کو چھپا گئے کیونکہ مرزا صاحب کے لئے بغض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بغض سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایسا کرنا ان کی مجبوری ہے لہٰذا اپنے قارئین کرام کو وہ حق ہم بتا دیتے ہیں اس کی وضاحت پیش خدمت ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اس کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان دونوں (امام حاکم اور امام ذہبی) کو فاحش وہم ہوا ہے کیونکہ محمد بن خثیم اور یزید بن محمد بن خثیم سے امام مسلم نے صحیح مسلم میں کوئی حدیث نہیں لی۔ اور ان دونوں راویوں میں

جہالت یعنی یہ دونوں راوی مجہول ہیں۔ راقم کہتا ہے کہ محمد بن خثیم راوی تو مجہول ہے جیسا کہ اوپر وضاحت گزر چکی ہے لیکن یزید بن محمد بن خثیم راوی کی امام یحییٰ بن معین نے توثیق کی ہے لہٰذا شیخ البانی رحمہ اللہ کو غلطی لگی ہے۔ مزید شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ الھیثمی نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ "رجال الجمیع موثوقون ، الا ان التابعی لم یسمع من عمار " (سلسلة الاحادیث الصحیحة : 4\324 ، 325 ، ح : 1743)
آخری بات کا ترجمہ ہم مرزا صاحب کے فالورز کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ تابعی یعنی محمد بن خثیم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ اور محدثین کے اقوال کی روشنی میں ھیثمی کی پہلی بات "رجال الجمیع موثوقون" صحیح نہیں ہے جیسا کہ یہ آٹھویں صدی کے ہیں اور امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم کے سامنے ان کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہے۔
الغرض مرزا صاحب یہ دو باتیں چھپا گے جن کی ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علمی کتابی ثبوت پیش کیا ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اپنے پمفلٹ واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر۔۔۔۔۔ میں تو صرف بابوں کے حوالے یعنی موجودہ دور کے بزرگوں کے حوالے دیئے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اب تک اپنی ان دس قسطوں میں متقدمین محدثین اور سنت وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح احادیث سے علمی کتابی حوالے دیئے ہیں ہماری مرزا صاحب کے لئے خصوصی دعا ہے کہ مرزا صاحب اپنی موت سے پہلے اپنے باطل اور فاسد نظریات سے توبہ کر لیں اور سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج پر گامزن ہو جائیں۔ آمین ، نیز ہماری مرزا صاحب کے فالورز کو ایک اہم نصیحت ہے کہ میرے مسلمان بھائیو! شیطانی وسوسوں کے باوجود اپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ راقم الحروف کی یہ دس قسطیں اول تا آخر لازمی ، لازمی ، لازمی پڑھ لیں۔ (ان شاء اللہ جب مرزا صاحب کے پمفلٹ کا جواب مکمل طور پر علمی کتابی شکل میں مارکیٹ میں دستیاب ہوگا تو پھر مکمل جواب لازمی ، لازمی پڑھ لیں۔)
ضروری نوٹ:...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جن شواہد کی بنا پر صحیح کہا ہے ان

سخت ضعیف شواہد کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے۔

چوتھی علت:......امام العلل و رجال امام المحدثین امام بخاری فرماتے ہیں: محمد بن خیثم راوی کا سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہے۔(یعنی انقطاع ہے۔)(التاریخ الکبیر للبخاری: 1\74 ، ت: 175)

دوسری سند:...... حدثنا الحسن بن یحییٰ قال حدثنا بکار ابن اخی موسیٰ بن عبیدة ، عن موسیٰ بن عبیدة ، عن عبدالله بن عبیدة ، عن عمار ، ان النبی ﷺ ، قال لعلی ان اشقی الاولین عاقر الناقة -- الخ -
(مسند البزار: 1\245 ، ح: 1424 ، و اسناده ضعیف جداً)

اس حدیث کی سند چار علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے ، اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی علت:......عبداللہ بن عبیدة بن نشیط راوی کی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے نیز عبداللہ بن عبیدة راوی نے ''130 ہجری'' میں وفات پائی ہے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ''37 ہجری'' میں شہید ہوئے تھے۔(التاریخ الکبیر للبخاری: 5\143 ، ت: 432 ، و الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 5\101 ، ت: 466 ، و کتاب المراسیل لابن ابی حاتم: صفحه ، 111 ، 112 ، ت: 179)

دوسری علت:......عبداللہ بن عبیدة بن نشیط راوی متکلم فیہ ہے، صحیح بخاری میں اس کی صرف ایک حدیث (متابعت) میں ہے، اس کے متعلق مختصر وضاحت پیش خدمت ہے--

(1، 2، 3)......امام العلل و رجال احمد بن حنبل نے فرمایا: اس راوی کی (حدیث) میں وقت نہ ضائع کیا جائے اور امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ راوی حدیث میں ضعیف ہے۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 5\101 ، ت: 466) امام یحییٰ بن معین نے ایک اور مقام پر فرمایا: یہ راوی حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے-- نیز امام ابن عدی

نے فرمایا: اس کی حدیث کے درمیان ضعف ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : 4\ 131 ، ت : 972)

(4)......امام ابن حبان نے فرمایا: یہ راوی سخت منکر الحدیث ہے۔ الخ۔ (کتاب المجروحین لابن حبان : 2\ 4 ، ت : 523)

(5)...... امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی نے اس راوی کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ (تاریخ الکبیر للعقیلی : 2\ 275 ، ت : 836)

تیسری علت:......موسیٰ بن عبیدۃ راوی متروک اور منکر الحدیث ہے اس کے متعلق مختصراً وضاحت پیش خدمت ہے۔

(1، 2)......امام المحدثین امام بخاری نے اس راوی کا ذکر ''ضعفاء'' میں کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: موسیٰ بن عبیدہ راوی منکر الحدیث ہے۔ (کتاب الضعفاء للبخاری : 355)

(3، 4)......امام علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا: یہ راوی ضعیف ،ضعیف ہے اور امام یحییٰ بن سعید القطان اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ (سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبة لابن المدینی : 145)

(5، 6، 7)......امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ حدیث میں ضعیف ہے مزید امام ابن معین نے ایک اور مقام پر فرمایا: اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہے اور ایک تیسرے مقام پر امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: اس کی حدیث کچھ چیز نہیں ہے۔ امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا: اس نے عبداللہ بن دینار سے پچاس حدیثیں روایت کی ہیں ، تمام منکر ہیں ، اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا : اس کی حدیث میں وقت ضائع نہ کیا جائے اور میرے نزدیک اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے اور امام ابوحاتم رازی نے فرمایا : یہ راوی منکر الحدیث ہے ۔ (سوالات ابن الجنید : 483 ، و کتاب الضعفاء لابی زرعة : 517 ، و تاریخ یحییٰ

بن معین : 1\189 ، و الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 8\175 ، 176 ، و التاريخ الكبير لابن ابی خيثمة : صفحه ، 463) وغيره

چوتھی علت:...... **بکار بن عبداللہ بن عبیدۃ راوی ضعیف ہے اس کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔**

(1)...... **امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی نے اس راوی کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔** (الضعفاء الكبير للعقيلی : 1\148 ، ت : 186)

(2)...... **امام ابن حبان نے فرمایا: بکار بن عبداللہ بن عبیدہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عبیدہ سے منکر اشیاء روایت کی ہیں اس میں متابعت نہیں کی گئی۔ الخ۔** (كتاب المجروحين لابن حبان : 1\197 ، ت : 150) وغيره

پہلا شاہد: پہلی سند:......اخبرنا وكيع بن الجراح قال اخبرنا الاعمش ، عن سالم بن ابی الجعد ، عن عبدالله بن سبع قال سمعت عليا يقول ۔ ۔ الخ۔ (طبقات ابن سعد : 3\34 ، و فضائل الصحابة لاحمد : 2\75 ، ح : 1211 ، و تاريخ بغداد للخطيب البغدادی : 6\62 ، ت : 6441 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 42\539 ، 540 ، 541 ، و أُسد الغابة لابن الاثير : 6\65 ، و تهذيب الكمال للمزی : 15\6 ، ت : 3290 ، و اسناده ضعيف جداً)

اس حدیث کی سند تین علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اس کی تفصیلی وضاحت پیش خدمت ہے۔

پہلی علت:......**عبداللہ بن سبع راوی مجہول ہے کیونکہ امام المحدثین امام بخاری نے اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح وتعدیل'' کے کیا ہے۔** (التاريخ الكبير للبخاری : 5\98 ، ت : 283) **اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے اور اسی طرح امام ابن ابی حاتم نے اس راوی کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے۔** (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 5\68 ، ت : 322) **اور**

ایسا راوی بھی مجہول ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے وضاحت کی ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 1\324) ان دونوں اقوال کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، نیز الشیخ شعیب الارنووط اور الدکتور بشار عواد معروف کہتے ہیں بلکہ یہ راوی مجہول ہے۔ الخ ۔ (تحریر تقریب التھذیب : 2\212 ، ت : 3340) اس راوی کی توثیق صرف اکیلے امام ابن حبان نے کی ہے اور اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ امام ابن حبان کی توثیق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

دوسری علت:......سالم بن ابی الجعد راوی مدلس ہے۔ (کتاب المعرفة والتاریخ الفسوی : 3\273) اور یہ عن سے روایت کر رہا ہے کسی کتاب میں سماع کی صراحت نہیں ہے۔

تیسری علت:......اعمش راوی بھی مدلس ہے۔ اس راوی کے مدلس ہونے کے تفصیلی ردّ کے لئے دیکھیں۔ (مسند ابن الجعد : صفحه ، 129 ، و جزء مسئلة التسمية : صفحه ، 47 ، و الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 1\211 ، و علل الحديث لابن ابی حاتم : 1\202 ، و علل الحديث لابن ابی حاتم : 2\524 ، ح : 2119 ، و کتاب المعرفة والتاريخ الفسوی : 3\12 ، و کتاب التوحيد لابن خزيمة : صفحه ، 38 ، و کتاب المجروحين لابن حبان : 1\91 ، و مشكل الآثار للطحاوی : 5\172 ، ح : 1819 ، و کتاب العلل للدارقطنی : 1\95 ، ح : 1888 ، و معرفة علوم الحديث للحاكم : صفحه ، 35 ، و التمهيد لابن عبدالبر : 1\30 ، و التلخيص الحبير لابن حجر : 3\19 ، و الكفاية فی علم الرواية للخطيب : صفحه ، 312 ، و ميزان الاعتدال للذهبی : 2\224 ، و مقدمة ابن الصلاح : صفحه ، 35 ، و اختصار علوم الحديث لابن كثير : صفحه ، 45 ، و جامع التحصيل فی احكام المراسيل : صفحه ، 101 ، 102 ، وغيره) اور عن سے

روایت کر رہا ہے کسی کتاب میں سماع کی صراحت نہیں ہے۔

دوسری سند:...... حدثنا ابراهيم بن سعيد الجوهرى و محمد بن احمد بن الجنيد قالا حدثنا ابوالجواب قال حدثنا عمار بن رزيق ، عن الاعمش ، عن حبيب بن ابى ثابت ، عن ثعلبة بن يزيد الحمانى قال : قال على رضی اللہ عنہ ۔ --۔ الخ ۔ (البحر الزخار ۔ مسند البزار : 3\ 56 ، ح : 775 ، و دلائل النبوة للبيهقى : 7\ 311 ، ح : 2758 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 42\ 542 ، و الاحاديث المختارة للمقدسى : 1\ 195 ، ح : 405 ، اسناده ضعيف جداً)

اس حدیث کی سند تین علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

ثعلبۃ بن یزید الحمانی راوی متروک اور غالی شیعہ ہے مختصراً وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

پہلی علت:......(1) امام المحدثین امام بخاری فرماتے ہیں کہ ثعلبة بن يزيد الحمانى راوى فيه نظر (یعنی یہ متروک ومتہم ہے) اوراس کی حدیث میں متابعت نہیں کی گئی۔ (التاريخ الكبير للبخارى : 2\ 174 ، ت : 2103)

(2)...... امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی نے اس راوی کا ذکر ''ضعفاء'' میں کرنے کے بعد امام بخاری کی جرح بیان کی ہے۔ (الضعفاء الكبير للعقيلى : 1\ 176)

(3)...... امام ابن حبان نے فرمایا: یہ راوی غالی شیعہ تھا اور اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو منفرد احادیث روایت کی ہیں ان سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (كتاب المجروحين لابن حبان : 1\ 423)

(4)...... امام ذہبی نے فرمایا: ثعلبۃ بن یزید غالی شیعہ ہے۔ (ميزان الاعتدال

للذهبی : 1\371 ، ت : 1391)

نوٹ:......امام نسائی کی اس راوی کی توثیق کرنا ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

دوسری علت:......حبیب بن ابی ثابت راوی مدلس ہے۔ (صحیح ابن خزیمة : 1\429 ، ح : 448 ، و کتاب الثقات لابن حبان : 4\137 ، و السنن الکبری للبیهقی : 3\327 ، و الاسماء المدلسین الحلبی : صفحه ، 59 ، و جامع التحصیل العلائی : صفحه ، 158 ، و تقریب التهذیب لابن حجر : صفحه ، 63) اور عن سے روایت کر رہا ہے کسی کتاب میں سماع کی صراحت نہیں ہے۔

تیسری علت:......اعمش راوی مدلس ہے جیسا کہ اوپر پہلے شاہد کی پہلی سند کی تیسری علت کے تحت وضاحت گزر چکی ہے اور یہ عن کے ساتھ روایت کر رہا ہے کسی کتاب میں سماع کی صراحت نہیں ہے۔

طوالت کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب باقی سندوں کی مختصر علتوں کی وضاحت پیش خدمت ہے: تیسری سند: تاریخ دمشق لابن عساکر: 42\544 '' میں راوی ابراھیم بن خزیم بن قمیر بن خاقان ابواسحاق الشاشی مجہول ہے اور دوسرا راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث قابل حجت نہیں ہے امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ راوی مضطرب الحدیث ہے امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: اس کی حدیث لکھی جائے گی اور اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 5\252 ، ت : 1201) نیز امام یحییٰ اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے (الضعفاء الکبیر للعقیلی : 2\343 ، 344) امام نسائی نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن ابی الزناد راوی ضعیف ہے۔ (الضعفاء والمتروکین للنسائی : 368) امام العلل علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا: میرے اصحاب (محدثین) اس

کو ضعیف کہتے ہیں۔ (سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبة : صفحه ، 51 ، 52 ، ت : 168) امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کچھ چیز نہیں ہے۔ (تاریخ ابن ابی خیثمة : 4\354) امام محمد بن سعد نے فرمایا: یہ کثیر الحدیث تھا، ضعیف ہے۔ (طبقات ابن سعد : 5\416) وغیرہ، اور چوتھی سند: تاریخ دمشق لابن عساکر: 42\543'' میں اعمش راوی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے، سماع کی صراحت نہیں ہے اور دوسرا راوی عبداللہ بن داھر بن یحییٰ رافضی خبیث شیعہ ہے امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس انسان سے حدیث لکھنے میں کوئی خیر نہیں ہے امام ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی نے فرمایا: یہ رافضی خبیث ہے۔ (لسان المیزان لابن حجر : 3\282 ، ت : 1190 ، و الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : 4\228 ، ت : 1046) وغیره تیسرا راوی داھر بن یحییٰ بھی رافضی شیعہ ہے۔۔امام ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی نے فرمایا: داھر بن یحییٰ غالی رافضی تھا اور اس کی حدیث میں متابعت نہیں کی گئی۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی : 2\46 ، ت : 477) امام ذہبی نے فرمایا: یہ بغض رکھنے والا رافضی تھا اور اس کی روایات میں جو مصیبتیں ہیں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔ (میزان الاعتدال للذهبی : 2\3 ، ت : 2557) اور پانچویں سند: تاریخ دمشق لابن عساکر : 42\542 '' میں یزید ابومرۃ راوی کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع و ملاقات ثابت نہیں ہے۔ (تهذيب الكمال للمزی : 32\290 ، ت : 7068) اور دوسرا راوی عبداللہ بن جعفر بن نجیح منکر الحدیث اور متروک الحدیث ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ راوی کچھ چیز نہیں ہے امام ابوحاتم نے فرمایا: عبداللہ بن جعفر سخت منکر الحدیث ، ضعیف الحدیث ہے اس نے ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اس کی حدیث لکھی جائے اور اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی امام عمرو بن علی نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 5\28) امام نسائی نے فرمایا: یہ متروک الحدیث ہے۔ (الضعفاء والمتروکین للنسائی :

صفحہ ، 295) اس راوی پر تفصیلی جرح پڑھنے کے لئے راقم کی کتاب "الضعفاء والمتروکین : صفحہ، 184، 185 " پڑھے۔اور چھٹی سند: طبقات ابن سعد: 3\34 " میں نبل بنت بدر مجہولہ ہے اور دوسرا اس کا خاوند بھی مجہول ہے ان دونوں کی توثیق کتب اسماء الرجال میں نہیں ملی ۔۔ واللہ اعلم بالصواب ، اور ساتویں سند: تاریخ دمشق لابن عساکر: 42\ 547 " میں راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل ہے جس پر تقریباً 30 کے قریب محدثین نے جرح کی ہے یہ راوی ضعیف ،منکرالحدیث ، اور نا قابل حجت ہے ، جمہور محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے، مختصر وضاحت پیش خدمت ہے : امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے اور ایک مقام پر امام ابن معین نے فرمایا اس کی حدیثیں قابل حجت نہیں ہیں ۔(تاریخ عثمان بن سعید الدارمی : 555 ، و تاریخ یحییٰ بن معین : 1\189) امام علی بن مدینی نے فرمایا: یہ ضعیف ہے ۔(سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبة : 81) امام عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا کہ امام مالک اور امام یحییٰ بن سعید القطان اس سے روایت نہیں کرتے تھے اور امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے ۔(الضعفاء الکبیر للعقیلی : 2\299) اس راوی پر تفصیلی جرح پڑھنے کے لئے راقم کی کتاب "الضعفاء والمتروکین :صفحہ، 188، 189 " پڑھے ۔ باقی سند میں بھی نظر ہے ۔

دوسرا شاہد: سند: حدثنا محمد بن العباس الاخرم ثنا عباد بن یعقوب الاسدی ثنا علی بن هاشم بن البرید حدثنا ناصح بن عبدالله ابوعبدالله الکوفی عن سماك بن حرب ، عن سیدنا جابر بن سمره ﷺ ــ ــ ــ ــ ــ ــ الخ ـ (المعجم الکبیر للطبرانی : 2\247 ، ح : 2037 ، 2038 ، و المعجم الاوسط للطبرانی : 7\218 ، ح : 7318 ، و الشریعةللآجری : 4\256 ، ح : 1549 ، و دلائل النبوة لابی نعیم الاصبهانی : 2\86 ، ح : 472 ، و فضائل الخلفاء الرشدین لابی نعیم الاصبهانی : 1\347 ، ح : 219 ، و الکامل فی

ضعفاء الرجال لابن عدی : 7\47 ، و تاریخ بغداد للخطیب البغدادی : 1\222 ، و تاریخ دمشق لابن عساکر : 42\550 ، 551 ، و اسناده ضعیف جداً)

اس حدیث کی سند میں ناصح بن عبداللہ راوی منکرالحدیث اور متروک الحدیث ہے اس کے متعلق مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔۔

(1)......امام العلل و رجال امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ناصح الکوفی ،صاحب سماک ، ثقہ نہیں ہے مزید امام ابن معین نے فرمایا: یہ کچھ چیز نہیں ہے۔(تاریخ یحییٰ بن معین : 1\224 ، 234 ، ت : 1234 ، 1348)

(2)......امام المحدثین امام بخاری نے فرمایا: ناصح بن عبداللہ،منکرالحدیث ہے۔

(التاریخ الکبیر للبخاری : 8\18 ، ت : 2425)

(3،4)......امام عمرو بن علی نے فرمایا: ناصح بن عبداللہ نے سماک بن حرب سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں یہ متروک ،ضعیف الحدیث ہے اور امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ،منکرالحدیث ہے، ناصح بن عبداللہ کی سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ سے تمام فضائل کی مرفوع حدیثیں منکر ہیں۔۔۔۔الخ۔۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 8\573 ، ت : 2302 ، و اسنـــاده صحیح)وغیرہ۔۔مزکورہ روایت ناصح بن عبداللہ، عن سماک بن حرب،عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ ہی ہے۔

نوٹ:......سماک بن حرب کو اختلاط ہو گیا تھا اور ناصح بن عبداللہ کا سماک بن حرب سے اختلاط سے پہلے سننا ثابت نہیں ہے۔۔

تیسرا شاہد: پہلی سند: حـدثـنا سويد بن سعيد حدثنا رشدين بن سعد ، عـن يـزيد بن عبدالله بن اسامة بن الهاد ، عن عثمان بن صهيب ، عن ابيـه (سيدنا صهيب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ) قال : قال سيدنا علی رضی اللہ عنہ قال لی رسول الله ﷺ ۔۔۔۔۔۔ الخ ۔۔ (مسند ابی يعلی : 1\377 ، ح : 485 ،

و المعجم الكبير للطبراني : 8\38 ، ح : 7311 ، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 42 \ 547 ، 548 ، و أُسد الغابة لابن الاثير : 2\303 ، و اسناده ضعيف جداً)

اس حدیث کی سند تین علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اس کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔

پہلی علت:......عثمان بن صہیب راوی مجہول ہے کیونکہ اس راوی کا ذکر امام المحدثین امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم نے بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے۔(التاريخ الكبير للبخاری : 6\228 ، ت : 2247 ، و الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 6\154 ، ت : 845) جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے اس کی وضاحت کی ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 1\324) متساہل امام ابن حبان نے اس راوی کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں کیا ہے اور اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اکیلے امام ابن حبان کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی اپنی ان قسطوں میں بارہا دفعہ وضاحت کر چکے ہیں

دوسری علت:...... رشدین بن سعد راوی متروک اور منکر الحدیث ہے اور جمہور محدثین نے اس پر سخت جرح کی ہے اس کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔

(1، 2، 3، 4، 5، 6)......امام احمد بن حنبل نے اس کو ضعیف کہا ہے، امام یحیٰ بن معین نے فرمایا: اس سے حدیث نہ لکھی جائے اور امام ابن نمیر نے فرمایا: اس سے حدیث نہ لکھی جائے اور امام عمرو بن علی نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے، امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: رشدین بن سعد منکر الحدیث ہے اور اس میں غفلت پائی جاتی ہے اور اس نے ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں یہ حدیث میں ضعیف ہے، امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم : 3\464)

(7)...... امام نسائی نے فرمایا: یہ راوی متروک الحدیث ہے، امام یحیٰ بن معین نے

فرمایا: یہ راوی حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے۔ (الضعفاء والمتروکین للنسائی : صفحہ ، 292 ، و سوالات ابن الجنید لیحییٰ بن معین : صفحہ ، 100) وغیرہ اس راوی پر تفصیلی جرح پڑھنے کے لئے راقم کی کتاب ''الضعفاء والمتروکین :صفحہ، 165، 166 '' پڑھے۔

تیسری علت:......سوید بن سعید راوی مدلس ہے اور عمر کے آخری حصے میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور تلقین بھی قبول کرنے لگ گیا تھا اس راوی کی صحیح مسلم کے علاوہ حدیث ضعیف ہوتی ہیں۔

دوسری سند: ثنا ابوبکر احمد بن ابراھیم بن الحسن بن شاذان ثنا ابوبکر بن ابی داود ، ثنا یعقوب بن سفیان ثنا ابن عفیر و ھو سعید ، قال حدثنی ابن لھیعة ، عن ابن عبدالله بن الھاد و ھو یزید ، عن عثمان بن صھیب عن ابیه ان رسول الله ﷺ قال لعلی بن ابی طالب ۔ ۔ ۔ الخ ۔۔ (المجالس العشرة الامالی للحسن الخلال : صفحه ، 69 ، ح : 75 ، و تاریخ دمشق لابن عساکر : 42\546 ، و اسناده ضعیف جداً)

اس حدیث کی سند دو علت کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اس کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے۔

پہلی علت:......عثمان بن صھیب راوی مجہول ہے جیسا کہ تیسرے شاہد کی پہلی علت کے تحت وضاحت گزر چکی ہے لہذا وہی ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری علت:......ابن لھیعۃ راوی مدلس ہے۔ (الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین : صفحه ، 159) اور عن سے روایت کر رہا ہے، سماع کی صراحت نہیں ہے نیز ابن لھیعۃ راوی کی حدیث میں کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہیں، اس کے متعلق مختصر تفصیل پڑھنے کے لئے راقم کا مضمون پندرہ شعبان کی روایات کا تحقیقی

جائزہ کی قسط نمبر چھ پڑھے۔

آخری سند:......اخبرنا عبیدالله بن موسى قال اخبرنا موسى بن عبيدة ، عن ابى بكر بن عبيدالله بن انس او ايوب بن خالد او كليهما اخبرنا عبيدالله ان النبى ﷺ قال لعلى : يا على ـ ـ الخ ـ- (طبقات ابن سعد : 3\ 35 ، و اسناده ضعيف جداً)

اس حدیث کی سند تین علّتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اس کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے۔

پہلی علت:......موسیٰ بن عبیدہ راوی متروک اور منکرالحدیث ہے اس کے متعلق تفصیل پہلی حدیث کی دوسری سند کی تیسری علت کے تحت وضاحت گزر چکی ہے لہٰذا وہی ملاحظہ فرمائیں

دوسری علت:......ابوبکر بن عبیداللہ بن انس بن مالک راوی مجہول الحال ہے۔

(تحرير تقريب التهذيب : 4\ 158 ، ت : 7978)

تیسری علت:...... راقم کی تحقیق میں عبیداللہ جو کہ عبیداللہ بن انس بن مالک تابعی ہے لہٰذا اس روایت کی سند میں انقطاع ہے، یعنی یہ مرسل ہے۔

تنبیہ:......موسیٰ بن عبیدہ متروک راوی کا شک کی بنا پر ابوبکر بن عبیداللہ یا ایوب بن خالد کہنا یا ''او کلیھما'' کہنا باطل ومردود ہے کیونکہ موسیٰ راوی خود متروک اور منکرالحدیث ہے اور ویسے بھی ایوب بن خالد راوی میں کمزوری ہے اس کی صحیح مسلم میں صرف ایک ہی حدیث ہے۔

مرزا صاحب کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرنا:

قارئین کرام آپ ہماری اس تحریر کے شروع میں مرزا صاحب کا نوٹ پڑھ کر آئے ہیں

اس میں مرزا صاحب نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہے اور اپنے دل کا سارڑ نکلا ہے ایک تو خلافت راشدہ محفوظہ کو خلافت راشدہ مفتونہ قرار دے دیا ہے اور دوسرا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چند رشتہ داروں کو شریر گورنروں کا نام بغیر ثبوت کے کہہ کر عظیم بہتان اور جھوٹ باندھا ہے، اگر کسی ایک سے بشری تقاضے کے کوئی ذاتی گناہ ہوا ہے تو اس پر حد لگائی گئی ہے جیسا کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی خرابی دیکھی تو پھر فوری اُس پر حد قائم کر دی اس لئے مرزا صاحب ہوش کے ناخن لیں کیونکہ اس طرح تو مرزا صاحب رافضی سوچ کے مطابق جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی اور صحابیہ پر حد لگائی تھی تو کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، مرزا صاحب یہی طرز عمل اپنائے گے، اور بات یہی پر ختم نہیں ہو جاتی، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ چند ماہ خلیفہ رہے، مرزا صاحب نے تو اسے بھی خلافت مفتونہ قرار دے دیا ہے اور مزید دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، مرزا صاحب نے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کر کے گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں، اور مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قوم ثمود کی طرح اس امت پر ملوکیت کا عذاب مسلط ہو گیا کیا ان تمام صحابہ کرام نے یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے بقول آپ کے اس ملوکیت والے عذاب کی حمایت کی؟ ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں ہم علمی کتابی ثبوت دے گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کے بعد کیا تاثرات تھے اور آپ اپنے فالورز کو دھوکا دے رہے ہیں اور جھوٹ پر جھوٹ بول رہے ہیں لہٰذا مرزا صاحب اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کو اپنی جھوٹی شہرت کمانے کا کیا جواب دے گے۔؟؟

مرزا صاحب نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ایک جھوٹ باندھا

مرزا صاحب نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ایک جھوٹ باندھا ہے مرزا صاحب نے

لکھا ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ، مجھے پوری زندگی کسی بھی چیز کا اتنا افسوس نہیں ہے جتنا اس بات پر کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر (قرآنی حکم: النساء: 59، اور الحجرات: 9 کے مطابق) باغی گروہ کے خلاف جنگ (جمل، صفین اور نہروان) نہیں کی۔ (المستدرك للحاكم: 6360) مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف کریں، قارئین کرام، مستدرک الحاکم کی حدیث نمبر، 6360، کا عربی متن ملاحظہ فرمائیں: "ميمون بن مهران قال سمعت عبدالله بن عمر يقول: كففت يدي فلم اقدم و المقاتل على الحق افضل" (المستدرك للحاكم: 4\ 278، دارالفكر، للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت لبنان، الطبعة الاولى 1422 هجرى) مرزا صاحب آپ نے جو بغض سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور بغض امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بغض سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور بغض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، روایت نمبر 6360 کا ترجمہ کیا ہے کیا وہ صحیح ترجمہ ہے؟ یقیناً نہیں تو آپ کو ایک صحابی رسول پر جھوٹ باندھتے ہوئے شرم نہ آئی اور اللہ تعالیٰ کا خوف نہ آیا، اب بھی وقت ہے مرزا صاحب اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کر لیں، دوسرا مرزا صاحب آپ کے علم میں علمی کتابی اضافہ بھی کر دیں کہ آپ نے ترجمہ تو غلط کیا ہے، ساتھ مشہور متاخر و متساہل امام حاکم کی تصحیح سے دھوکا بھی کھا گئے، دھوکا کھاتے کیوں نہ کیونکہ آپ کے اپنے مطلب کی بات تھی حالانکہ ترجمہ آپ نے سو فیصد غلط کیا ہے وہ امام حاکم کی اپنی بات آگے آ رہی ہے، بہرکیف حدیث، 6360" کی سند کے متعلق مختصر وضاحت پیش خدمت ہے اس روایت کی سند میں احمد بن موسی بن اسحاق راوی ہے جس کے بارے میں امام العلل و رجال امام دارقطنی نے فرمایا: یہ راوی شیعہ رجال میں سے ہے۔ (السنن الدارقطنی: 4\7، ح: 14) اور دوسرا راوی ابوبکر بن ابی دارم الحافظ کذاب اور رافضی ہے اور حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (ميزان الاعتدال للذهبى: 1\ 139، ت: 552، و لسان الميزان لابن حجر: 1\ 269، ت: 824) لہٰذا یہ غلط ترجمے والی روایت سخت ترین ضعیف بلکہ باطل و مردود ہے،

مرزا صاحب آپ نے ترجمہ بھی غلط کیا اور وہ بھی ایک سخت ترین ضعیف باطل روایت، آپ نے اپنے علمی کتابی نعرے کا تو کچھ خیال کیا ہوتا۔ بہرحال معزز قارئین آپ کے علم میں اضافہ کر دے، مرزا صاحب نے یہ کھیل کیا کھیلا ہے مرزا صاحب نے متساہل امام حاکم کی تشریح کو روایت بنانے کی انجینئرنگ کی ہے لیکن مرزا صاحب کی انجینئرنگ الٹا اُن کے اپنے گلے کا پھندا بن گئی ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں: مشہور متساہل امام حاکم حدیث، 6360 کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال الحاكم : شرح هذا الحديث و بيانه فيما حدثناه ابو (ـ ـ ـ ـ ـ ـ) قال : سمعت عبدالله بن عمر يقول : ما آسى على شيء الا انى لم اقاتل مع على الفئة الباغية مرزا صاحب متساہل امام حاکم نے اس روایت کی سند نہیں دی اور آپ تو بخوبی جانتے ہیں کہ بے سند روایت باطل و مردود ہوتی ہے اور آپ نے اپنے پمفلٹ کے پہلے صفحے پر لکھا ہے: تاریخ کی جھوٹی، بے سند اور ضعیف الاسناد روایات سے محفوظ۔۔۔الخ لیکن آپ نے خود ہی بغیر سند کے روایت نقل کر کے اپنے جھوٹے ہونے کا ثبوت دے دیا ہے اب آپ کے ذمے ہے کہ اس روایت کی سند با حوالہ پیش کرے تو اس کے بعد ان شاء اللہ ہم آپ کو پھر علمی کتابی جواب دیں گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اب تک اپنی ان دس قسطوں میں آپ کے پمفلٹ سے دو درجن سے اوپر آپ کی نقل کردہ احادیث کو سخت ضعیف و باطل وغیرہ ثابت کر کے آپ کو علمی کتابی جواب سے جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ والحمدللہ

ایک ضروری وضاحت

معزز قارئین کرام: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ امیرالمومنین خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی دنیا کا سب سے بدبخت اور بدترین آدمی ہے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ و اھل بیت سے محبت ہم سب کے ایمان کا ایک لازمی جز ہے لیکن اس محبت و ایمان کی وجہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب نہیں

کر سکتے جو آپ ﷺ نے نہ کہی ہو کیونکہ مرزا صاحب اپنے ہی نعرے کے خلاف جاتے ہوئے بابوں کی پیروی میں ایسا کر رہے ہیں لہٰذا وہ اپنی اور اپنے فالورز کی فکر کریں اور یہ علمی کتابی حدیث پڑھ کر آئندہ سے سچی توبہ کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (صحیح بخاری : 109) امید ہے مرزا صاحب اور ان کے فالورز بابوں کی تحقیق پر اندھی تقلید کی بجائے ، خود تحقیق کرتے ہوئے علمی کتابی بنے گے بشرطیکہ ان سب کو تحقیق و تخریج کرنی آتی ہو۔ اب ہم اپنی اصل وضاحت کی طرف بھی آتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جس روایت کی سند و متن مرفوع کو پیش کیا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مرفوع و موقوف مکمل روایات کا پوسٹمارٹم کر دیا ہے ۔۔ والحمدللہ ، لیکن امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اپنا ایک قول ثابت ہے اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

پہلی سند: امام ابن سعد فرماتے ہیں: قال اخبرنا یزید بن ھارون قال اخبرنا ھشام بن حسان ، عن محمد (بن سیرین) عن عبیدة (بن عمرو السلمانی المرادی) قال : قال علی رضی اللہ عنہ ما یحبس اشقاکم ان یجیء فیقتلنی ؟ اللھم قد سمتھم وسمونی فارحھم منی و ارحنی منھم -- (طبقات ابن سعد : 3\34 ، و اسنادہ صحیح) تنبیہ: اس سند میں ھشام بن حسان مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے لیکن ہشام بن حسان کی محمد بن سیرین سے عن والی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : 9\71 ، و اسنادہ صحیح)

دوسری سند: امام عبدالرزاق فرماتے ہیں: قال اخبرنا معمر (بن راشد) عن ایوب (بن ابی تمیمة ، کیسان السختیانی) عن محمد بن سیرین عن عبیدة (بن عمرو السلمانی المرادی) قال سمعت علیا یخطب فقال

اللھم انی قد سمتھم و سمونی و مللتھم و ملونی فارحنی منھم وارحھم منی ما یمنع اشقاکم ان یخضبھا بدم و وضع یدہ علی لحیتہ ۔ (مصنف عبدالرزاق : 11\ 315 ، ح : 20637 ، و جامع معمر بن راشد : 3\ 469 ، ح : 1246 ، و اسنادہ صحیح)

تیسری سند: امام ابن سعد فرماتے ہیں: اخبرنا الفضل بن دکین ابونعیم اخبرنا فطر بن خلیفة قال حدثنی ابوالطفیل رضی اللہ عنہ قال : دعا علی رضی اللہ عنہ الناس الی البیعة ، فجاء عبدالرحمن بن ملجم المرادی فردہ مرتین ، ثم اتاہ فقال : ما یحبس اشقاھا ، لتخضبن او لتصبغن ھذا من ھذا ، یعنی لحیتہ من راسہ ، ثم تمثل بھذین البیتین : اشد حیاز یمك للموت ۔ ۔ ۔ ۔ فان الموت آتیك ، ولا تجزع من القتل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اذا حل بوادیك ۔۔ (طبقات ابن سعد : 3\ 33 ، و اسنادہ حسن) *اس متن کے ساتھ مرفوع حدیث کوئی بھی ثابت نہیں ہے جیسا کہ مفصل تفصیل گزر چکی ہے۔*

مرزا صاحب ایک حدیث بطور تحفہ علمی کتابی آپ کے لئے پیش خدمت ہے: "عن عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ ، قال : سمعت النبی ﷺ و ذکر الذی عقر الناقة ، قال : انتدب لھا رجل ذو عز و منعة فی قومہ کابی زمعة ."

(صحیح بخاری : 3377)

(جاری ہے.................ان شاء اللہ)